Postal Reg. No. PB\0154\2003 TO 2005

1504
ER. M. SALAM Sb.
FLAT NO-204
BLOCK NO-43
SECTOR-4
NEW SHIMLA-171009

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 52

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
... بن ... اللہ
... منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly BADR Qadian

شمارہ 29

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ £ یا
40 امریکن ڈالر
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ £

21 جمادی اول 1423 ہجری 22 وفا 1382 ہش 22/ جولائی 2003ء

اخبار احمدیہ

قادیان 19 جولائی 2003ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ کل حضور انور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور جلسہ سالانہ کے تعلق سے مہمانوں اور میزبانوں کو نصائح فرمائیں۔ احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ہر آن حضور کا حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔

صاحبزادہ عبداللطیف کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ اس پاک نمونہ پر غور کرو۔

اس کی شہادت یہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان بھی ہے

خدا سب کو وہ ایمان سکھادے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

’’صاحبزادہ عبداللطیف کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اس نے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے۔ اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اس کو بزدل نہیں بنایا۔ اس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔ عبداللطیف کہنے کو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اگرچہ اس کو بہت عرصہ صحبت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن اس تھوڑی مدت میں جو وہ یہاں رہا اس نے عظیم الشان فائدہ اٹھایا۔ اس کو تم قسم کے لالچ دیئے گئے کہ اس کا مرتبہ و منصب بدستور قائم رہے گا مگر اس نے اس عزت افزائی اور دنیوی مفاد کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ ان کو ہیچ سمجھا۔ یہاں تک کہ جان جیسی عزیز شئے کو جو انسان کو ہوتی ہے اس نے مقدم نہیں کیا بلکہ دین کو مقدم کیا جس کا اس نے خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اس پاک نمونہ پر غور کرو کیونکہ اس کی شہادت یہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے جو اور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ میں ۲۳ برس پہلے سے اس شہادت کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ وہاں صاف لکھا ہے شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ کیا اس وقت کوئی منصوبہ ہو سکتا تھا کہ ۲۳ یا ۲۴ سال بعد عبدالرحمٰن اور عبداللطیف افغانستان سے آئیں گے اور پھر وہاں جا کر شہید ہونگے ...... یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے اور اپنے وقت پر آ کر یہ نشان پورا ہو گیا۔ اس سے پہلے عبدالرحمٰن جو مولوی عبداللطیف شہید کا شاگرد تھا، سابق امیر نے قتل کرا دیا محض اس وجہ سے کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہے اور یہ سلسلہ جہاد کے خلاف ہے اور عبدالرحمٰن جہاد کے خلاف تعلیم افغانستان میں پھیلاتا تھا۔ اور اب اس امیر نے مولوی عبداللطیف کو شہید کرا دیا۔ یہ عظیم الشان نشان جماعت کے لئے ہے۔‘‘

(الحکم ۲۲/ جنوری ۱۹۰۴ء۔ ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۷۔ مطبوعہ لندن۔)

’’شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔ اب تک ان میں سے ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جو شخص ان میں سے ادنیٰ خدمت بجا لاتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے بڑا کام کیا ہے اور قریب ہے کہ وہ میرے پر احسان رکھے۔ حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس خدمت کے لئے اس نے اس کو توفیق دی۔ بعض ایسے ہیں کہ وہ پورے زور اور پورے صدق سے اس طرف نہیں آئے اور جس قوت ایمان اور انتہا درجہ کے صدق و صفا کا وہ دعویٰ کرتے ہیں آخر تک اس پر قائم نہیں رہ سکتے اور دنیا کی محبت کے لئے دین کو کھو دیتے ہیں اور کسی ادنیٰ امتحان کی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کے سلسلہ میں بھی داخل ہو کر ان کی دنیا داری کم نہیں ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایسے بھی ہیں کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا اور اس راہ کے لئے ہر ایک دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن جس نمونہ کو اس جوانمرد نے ظاہر کر دیا اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں۔ خدا سب کو وہ ایمان سکھادے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے۔ یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے کامل انسان بننے سے روکتی ہے اور اس سلسلہ میں بہت داخل ہونگے مگر افسوس کہ تھوڑے ہیں کہ یہ نمونہ دکھائیں گے۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۷، ۵۸۔ مطبوعہ لندن)

’’جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اس سے خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں‘‘۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۷۵۔ مطبوعہ لندن)

’’شاہزادہ عبداللطیف کیلئے جو شہادت مقدر تھی وہ ہو چکی اب ظالم کا پاداش باقی ہے...... افسوس کہ یہ امیر زیر آیت ﴿مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ داخل ہو گیا اور ایک ذرہ خدا تعالیٰ کا خوف نہ کیا۔ اور مومن بھی ایسا مومن کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں اور زن و فرزند کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔

اے عبداللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰ مطبوعہ لندن)

...... 112 واں جلسہ سالانہ قادیان 2003 ......

مورخہ 26-27-28 دسمبر 2003ء کو منعقد ہوگا

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 112 ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 26-27-28 دسمبر 2003ء (بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

مجلس مشاورت: اسی طرح جماعتہائے احمدیہ بھارت کی 15 ویں مجلس مشاورت حضور انور کی منظوری سے جلسہ سالانہ کے معاً بعد مورخہ 29 دسمبر 2003ء کو منعقد ہوگی۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک اور للہی جلسہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کر کے تیاری شروع کر دیں اور اس جلسہ کی ہر جہت سے کامیابی کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ (ناظر اصلاح و ارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

نفرت کی آندھی --- خدا کیلئے اسے روکو!

(5)

گزشتہ گفتگو میں ہم اورنگ زیب عالمگیر اور شیواجی کے متعلق کسی قدر تفصیل سے عرض کر کے یہ بتانے کی کوشش کر رہے تھے کہ کسی بھی قوم کے بادشاہ دراصل صرف بادشاہ تھے اور بادشاہوں کا مقصد ہر دور میں ملکی توسیع پسندی اور مفاد پرستی کی حد تک تھا۔ ہندو راجاؤں نے اس مقصد کے حصول کیلئے مسلم بادشاہوں کے درباروں میں اعلیٰ نوکریاں کیں، مناصب حاصل کئے اور فاخرہ خلعتوں سے سرفراز ہوئے اور پھر جب اپنا مطلب حاصل نہیں ہوا تو بغاوت کر کے لڑائیاں بھی کیں اور ایسے مسلم بادشاہوں کے ساتھ مل گئے جو پہلے بادشاہ سے ناراض تھے یہاں تک کہ دونوں نے ملکر (یعنی ہندو راجہ اور مسلم فرمانروانے) پہلے کے خلاف چڑھائی کر دی۔

اسی طرح مسلم بادشاہوں نے اپنے مفادات کی خاطر ہمیشہ ہی ملک کے اعلیٰ عہدے جن میں خاص طور پر داخلہ، خزانہ اور دفاع کا عہدہ تھا ہندوؤں کو ہی عطا کئے تھے اور اس سے جہاں ایک یہ مقصد تھا کہ ہندوؤں میں سے بعض لوگ ان عہدوں کے لائق تھے وہاں دوسرے یہ فائدہ بھی حاصل کیا کہ اس طرح ہندو عوام کو ان عہدیداروں کے ذریعہ اپنی طرف مائل کر لیا ان کی ہمدردیاں حاصل کر لیں اور اس طرح وہ ملک میں امن وامان قائم کر سکے اور ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کیلئے انہوں نے مندر بھی بنوائے پاٹھ شالائیں اور ہندو سرائیں بھی تعمیر کرائیں۔ لیکن ہندو راجاؤں میں سے جو لوگ باغی ہو گئے ان کی مذہبی عبادتگاہوں کو مسمار کرنے سے بھی گریز نہیں کیا گیا۔

اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ مسلم بادشاہوں اور ہندو راجاؤں نے کسی کے ساتھ ہمدردی اس کے مسلمان یا ہندو ہونے کی وجہ سے نہیں کی بلکہ اس کے پیچھے ان کی سیاسی مفاد پرستی پنہاں تھی اور اگر کسی سے دشمنی کی ہے تو وہ بھی سیاسی مفاد پرستی کی خاطر اور بعض دفعہ ہندو راجا اور مسلم بادشاہ دونوں نے مل کر اپنے مسلم یا ہندو حریف کے خلاف جنگ کی ہے پس ایسی صورت میں یہ کس قدر ناانصافی ہوگی کہ آج کے انتہا پسند ہندو جانتے بوجھتے ہوئے محض شرارت کی خاطر ماضی کے ان واقعات کو اجاگر کریں جن میں مسلم بادشاہوں نے ہندو راجاؤں پر تشدد کیا یا بعض واقعات میں مذہبی مقامات کو نقصان پہنچایا تھا۔

آج جو نفرت انگیز باتیں پھیلائی جا رہی ہیں ممکن ہے اُن میں سے بعض باتیں سچی بھی ہوں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ایسی جھوٹی باتوں کو بھی زبردستی تاریخ کا حصہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے جو کبھی بھی تاریخ کا حصہ رہے ہی نہیں مثال کے طور پر اورنگ زیب عالمگیر کے متعلق مشہور کیا جاتا ہے کہ وہ جب تک اتنے ہندوؤں کو قتل نہیں کر لیتا تھا جس کے نتیجہ میں سوا من زُنار ہو جائے اور ان زناروں کو بعد قتل جب تک اس کے دربار میں پیش نہ کر دیا جاتا نہ تو وہ نہاتا تھا اور نہ کھانا کھاتا تھا اب حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک ایسا عقل سے عاری جھوٹ ہے جس پر ماتم کرنے کو دل چاہتا ہے اورنگ زیب عالمگیر اپنی تمام زندگی اگر ایسی ہی حرکت کرتا تو آج ہندوستان کی زمین پر ہندو نام کی کوئی چیز نظر نہیں آنی چاہئے تھی لیکن آج بھی ہندو مسلمانوں کی نسبت پانچ گنا زیادہ ہیں۔ اس طرح کے اور بھی کئی جھوٹ ہیں جن کو تاریخ کا حصہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے حالانکہ تاریخ کو تو بس ماضی کا ایک کیمرہ سمجھنا چاہئے جس میں سے جیسی تصویر تھی ویسی ہی باہر آنی چاہئے۔ کیمرے کو خدا نے یہ انصاف بخشا ہے کہ وہ جس کی تصویر اتارتا ہے ہو بہو اس کا نقش واضح کرتا ہے۔ پس ماضی کی تاریخ سے انصاف یہ ہے کہ وہ جیسی ہے اسی کو ویسی ہی رہنے دی جائے اس کو چھیڑنے کی خطرناک کوششیں نہ کی جائیں۔ کیونکہ یہ رستہ کھل جانے سے پھر اس قدر وسیع اور خطرناک ہو جاتا ہے کہ اس کے بعد اس کا بند کرنا ناممکن ہو جاتا ہے اور پھر سوائے ہلاکت و تباہی کے اور کچھ نہیں بچتا۔

ہاں اگر بالفرض تاریخ کی سچائی یہ بھی ہو کہ اس میں دو قومیں لڑتی ہوئی نظر آئیں نفرت و حقارت کا ماحول ہو تو آج کے اس دور میں ایسے واقعات کو اُس وقت کے ماحول کے تناظر میں آنکا جانا چاہئے ہمیشہ ہی کوشش رہنی چاہئے کہ ایسے واقعات کو سچائی کے ساتھ اور اس کے سیاق و سباق کی روشنی میں لکھا جائے یا بیان کیا جائے اور ایسے واقعات کو بیان کرتے ہوئے کوشش ہونی چاہئے کہ آج کا ماحول اس سے خراب نہ ہو اور اس کے نتیجہ میں قوموں میں تفریق اور نفرت و حقارت کے جذبات پیدا نہ ہوں۔ قرآن مجید نے اس بات کو سمجھاتے ہوئے ایک بے نظیر نسخہ ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ ایسے واقعات کو بس گزشتہ قوموں کے واقعاتِ پارینہ سمجھ کر پڑھنا چاہئے آج کے دور کے لوگوں پر اس کے بداثرات ہرگز نہیں پڑنے چاہئیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَھَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (البقرہ:۱۴۲)

یعنی گزشتہ قوم جو گزر گئی اس نے جو کمایا وہ اس کیلئے اور جو تم کماؤ گے وہ تمہارے لئے ہو گا جو وہ کرتے تھے اس کے بارے میں تم سے ہرگز جواب طلبی نہیں کی جائے گی۔

یہ وہ بینظیر تعلیم ہے جو یہ حکم دیتی ہے کہ ماضی کے واقعات جن قوموں کے ساتھ وابستہ تھے وہی ان کے جوابدہ ہیں آج کے لوگ کسی صورت میں بھی اس کے جوابدہ نہیں ہو سکتے لہٰذا ماضی کے تلخ واقعات آج دہرا دہرا کر اگر قومیں لڑائی جھگڑا کریں گی یا ایک دوسرے کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھیں گی یا گزشتہ قوموں کی جنگوں اور تلخیوں کی آج کے معصوم لوگوں سے معافیاں منگوائی جائیں گی تو یہ حد درجہ کی ناانصافی ہو گی۔

اس موقعہ پر ہم آر ایس ایس کے چیف مسٹر سدرشن جی اور ان جیسے دوسرے حضرات سے نہایت ادب سے یہی عرض کرنا چاہیں گے کہ اچھا ہوتا اگر وہ بھی وید سے ایسی ہی تعلیم نکال کر نفرتوں کو گھٹانے کی کوشش کرتے جیسی ہم نے قرآن مجید سے پیش کی ہے تو کس قدر قوم کا بھلا ہوتا لیکن اشتعال انگیز بیانات دینا اور اس کو اپنی بہادری اور قوم کی ہمدردی سمجھنا معاف کیجئے گا سراسر احمقانہ بات ہے اس سے کسی قوم کا بھی بھلا ہونے والا نہیں ہے۔

تقسیم ملک کے بعد ہماری ۵۵ سالہ تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ لڑائی جھگڑے اور فتنہ وفساد سے دونوں قومیں کمزور ہوئی ہیں۔ ہندو بھی کمزور ہوئے ہیں مسلمان بھی کمزور ہوئے ہیں اور سکھوں کی طاقت بھی گھٹی ہے۔ کیونکہ جب بھی دو قومیں لڑتی ہیں تو تھوڑا یا زیادہ دونوں کا ہی نقصان ہوتا ہے اور بعض دفعہ ایسے نقصان ہو جاتے ہیں جن کی تلافی صدیوں تک نہیں ہو سکتی۔ آج ہم وطن عزیز میں اندر اور باہر دونوں طرف بارود کے ڈھیر پر بیٹھے ہیں ہمارا بیرونی دشمن بھی یہی چاہتا ہے کہ اندرونی طور پر ہم میں خانہ جنگی جاری رہے نفرتیں اور حقارتیں پھیلیں فساد ختم ہونے میں نہ آئے ------ سوچئے! کیا ہم ایسا کر کے اپنے دشمن کے ہاتھ تو مضبوط نہیں کر رہے۔!!!

(منیر احمد خادم)

مبارک قبائے خلافت مبارک!

مبارک! قبائے خلافت مبارک!
امامت مبارک! امارت مبارک!
دیا جذبہ تازہ تو نے دلوں کو
تجھے عزم نو کی کرامت مبارک!
چلا کارواں تیری سرکردگی میں
سیادت مبارک! قیادت مبارک!
تجھے زیب دیتی ہے اسپید پگڑی
ترے سر پہ تاج خلافت مبارک!
مبارک مسیحا کی ہو جانشینی!
مبارک خدا کی نیابت مبارک!
ملائک تجھے رشک سے دیکھتے ہیں
فرشتوں پہ تجھ کو فضیلت مبارک!
"زمین و فلک کوہ بھی جس سے لرزاں"
خدا کی تجھے وہ "امانت" مبارک
مسیحا کا خود کوٹ بھی کہہ رہا ہے
تجھے یہ قبائے خلافت مبارک!
سبھی نے اطاعت کا ہے عہد باندھا
جماعت کی تجھ کو اطاعت مبارک!
ترے ہاتھ پر کی گناہوں سے توبہ
تجھے میرا اشک ندامت مبارک!

(عبد السلام اسلام)

خطبہ جمعہ

نیک نمونہ سب سے بڑی تبلیغ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ تمام انسانیت کو آنحضور ﷺ کی حقیقی تعلیم کے جھنڈے تلے لے آئیں۔

شادی کے بعد لڑکیوں کو غربت کے یا حسب نسب کے طعنے دینا انتہائی ظلم کی بات ہے۔

(قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت الخبیر کے تعلق میں مختلف پیش خبریوں کا ایمان افروز تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۳ ؍مئی ۲۰۰۳ء مطابق ۲۳ ؍ہجرت ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

اشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد ان محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم-

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ﴾ (سورة هود:۲) اس کا ترجمہ ہے: ﴿الٓرٰ﴾۔ أَنَا اللّٰهُ أَرٰى: میں اللہ ہوں۔ میں دیکھتا ہوں۔ (یہ) ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات مستحکم بنائی گئی ہیں (اور) پھر صاحب حکمت (اور) ہمیشہ خبر رکھنے والے کی طرف سے اچھی طرح کھول دی گئی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’اس کتاب کی آیتیں اپنے اندر حکمت رکھتی ہیں۔ اور جو کچھ بھی اس میں بیان ہوا ہے وہ بدی سے روکنے والا اور نیکی کی طرف لے جانے والا ہے۔ اور انسان کی پوشیدہ بدیوں سے اس کو آگاہ کر کے اس کی حقیقت سے اسے واقف کرتا ہے۔ اور اس کلام میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں اور نہ کوئی ضرورت سے زائد بات ہے۔ غرض تمام ضروری تعلیم بغیر فضول ولغو کی بقدر حاجت بیان کی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی پھر اس امر کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے کہ ہر ایک قسم کی ضروری تفصیل بھی آگئی ہے۔ اور فروعات کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ بلکہ بقدر ضرورت انہیں بھی بیان کیا گیا ہے۔

............﴿مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ﴾ سے یہ بتایا ہے کہ اس کا منبع بھی اعلیٰ ہے۔ اس لئے اس کی تمام تفاصیل پر اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ حکیم اسے کہتے ہیں جو موقع کے مطابق کام کرنے والا ہو۔ اس صفت سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس کلام کی بھیجنے والی ہستی کے یہ مدنظر نہیں ہے کہ وہ لوگوں میں شہرت یا عزت حاصل کرے بلکہ اس کے مدنظر بنی نوع انسان کا فائدہ ہے۔ پس اس نے کوئی ایسی تعلیم اس میں نہیں دی۔ جو بظاہر خوبصورت ہو لیکن بہ باطن خراب ہو۔ بلکہ اس نے ہر وہ تعلیم جو انسان کے فائدہ کی ہے پیش کر دی ہے۔ خواہ لوگ اس سے کس قدر ہی کیوں نہ بھاگیں اور برا نہ منائیں۔

ظاہر میں اچھی اور باطن میں بری تعلیم کی مثال انجیل کی تعلیم ہے کہ اگر کوئی تیری ایک گال پر تھپڑ مارے تو تُو دوسری بھی پھیر دے۔ اور بظاہر بُری اور حقیقت میں اچھی تعلیم کی مثال قرآن کریم کی یہ تعلیم ہے کہ جو اقوام جبراً مذہب میں دخل دیں۔ ان کا سختی سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ جس تعلیم کی غرض لوگوں میں قبولیت حاصل کرنا ہوگی۔ وہ اول الذکر قسم کی تعلیموں پر انحصار کرے گی اور جس کی غرض اصلاح ہوگی۔ وہ لوگوں کی پسندیدگی یا عدم پسندیدگی کا خیال کئے بغیر جو مفید باتیں ہیں انہیں بیان کر دے گی۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۴۱۔۱۴۲)

اس بارہ میں مزید حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

’’خَبِیْـــــر- کہہ کر یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقتِ امر سے واقف ہے۔ خبیر کا لفظ اصل حال کی واقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور بواطن امور کے جاننے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ اس صفت کا مالک اندرونی تغیرات پر خاموش نہیں رہ سکتا اور بداعمالی کی سزا کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۴۲)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’اَنَا اللّٰهُ اَرٰى: اللہ تعالیٰ جل شانہٗ فرماتا ہے بتوں کے حامی جو کچھ نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ وہ مَیں دیکھ رہا ہوں (جس کے معنے یہ ہیں کہ ہمیں اِن کی شرارتوں کا علم ہے اس کے مطابق بازپُرس ہوگی۔ اس سورۃ میں دشمنانِ رسالت مآب کی شرارتوں کا بیان ہے.........

﴿مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ﴾: یہ کتاب حکیم کی طرف سے ہے۔ عام حکیم جو کچھ کہتے ہیں اس کے سامنے عوام کو چون وچرا کا یارا نہیں۔ چہ جائیکہ ایک عظیم الشان حکیم کی طرف سے ہو اور حکیم بھی ایسا کہ جو ہر طرح سے باخبر ہو۔‘‘ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

اللہ تعالیٰ نے اس میں صرف یہی نہیں بتایا کہ جو کچھ اس وقت ہو رہا ہے وہ مَیں دیکھ رہا ہوں بلکہ پہلوں کی بھی خبر دی جن کے انکار کی وجہ سے جو قومیں ہلاک کر دی گئیں اور آئندہ زمانہ میں جو کچھ ہونے والا ہے جو کچھ مسلمان کہلانے والے آنے والے شاہد کے ساتھ سلوک کریں گے اس سے بھی باخبر ہے۔ چنانچہ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا (جو آیت مَیں نے پڑھی تھی سورہ ھود کی ہے) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ ھود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ آپ سے پہلے کے انبیاء کے انکار کرنے والوں کی ہلاکت کا تو غم آپ کو تھا ہی، اپنی امت کا بھی غم تھا کیونکہ امت کی ذمہ داری بھی آپ ﷺ پر ڈالی گئی تھی۔ اس بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ آج یہی ذمہ داری آپ کے جانشینوں اور آپ کے ماننے والوں پر ہے۔ کیفیت اور کمیت دونوں لحاظ سے یہ ذمہ داری اس قدر ہے کہ پڑھ کر دل کانپ جاتا ہے۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ اس کی مزید تفصیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ھود اور اس جیسی سورتوں نے قبل از وقت بوڑھا کر دیا ہے کیونکہ آپ دیکھتے تھے کہ آپ کے ساتھ توبہ کرنے والے لوگ آپ کے زمانہ تک ہی محدود نہ تھے بلکہ آپ کے بعد قیامت تک آنے والے تھے۔ ان لوگوں کی تربیت کی ذمہ داری آپ کس طرح اٹھا سکتے تھے۔ یہ خیال تھا جس نے آپ پر اثر کیا اور آپ کو بوڑھا کر دیا۔ مگر آپ کا یہ تقویٰ اللہ تعالیٰ کو ایسا پسند آیا کہ اس نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا اور وعدہ کر لیا کہ مَیں ہمیشہ تیری امت میں سے ایسے لوگ مبعوث کرتا رہوں گا جو تیرے نقش قدم پر چل کر میرا قرب حاصل کریں گے اور تیری طرف سے اس امت کی اصلاح کریں گے۔

پھر آپؓ فرماتے ہیں:

’’رسول کریم ﷺ کے عمل کے مقابلہ میں اب ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہم نے کیا کیا ہے۔ ہمارا بھی رسول کریم ﷺ کی طرح یہ فرض رکھا گیا ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کے ساتھ دوسرے مومنوں کی اصلاح کی بھی فکر کریں۔ ایک ادنیٰ غور سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ بغیر ایک کامل نظام کے اس حکم پر عمل

نہیں ہوسکتا۔ ایک مومن اپنے پاس کے مومنوں کو تو نصیحت کر سکتا ہے لیکن وہ سب دنیا کے مومنوں کو بغیر نظام کے کس طرح نصیحت کر سکتا ہے۔ صرف مکمل نظام ہی ہے جس کے ذریعہ سے انسان اپنے گھر بیٹھا سب مسلمانوں کی خبر رکھ سکتا ہے کیونکہ جب وہ نظام کے قیام میں مدد دیتا ہے خواہ روپیہ سے، وقت سے، قلم سے، زبان سے یا دماغ سے تو وہ اس نظام کا ایک حصہ ہو جاتا ہے۔ اور اس نظام کے ذریعہ سے جہاں جہاں بھی کام ہوتا ہے اس میں وہ شریک ہوتا ہے۔ اس وقت احمدی جماعت ہی نظام کے ماتحت ہے اور دیکھ لو وہی تبلیغ اسلام دنیا کے مختلف ممالک میں کر رہی ہے۔

فرماتے ہیں: ایک پنجاب کے گاؤں کا زمیندار یا ایک افغانستان کے ایک گوشہ میں بسنے والا افغان جو جغرافیہ سے محض نابلد ہے جب اپنی کمائی کا ایک حصہ خزانہ سلسلہ میں ادا کرتا ہے تو وہ نہ صرف اپنے ذاتی فرض کو ادا کرتا ہے بلکہ اس طرح وہ یورپ، امریکہ، سماٹرا، جاوا، افریقہ وغیرہ مختلف براعظموں اور ملکوں میں تبلیغ اسلام کا جو کام ہو رہا ہے اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ اور اس حکم کی ذمہ داری سے ایک حد تک سبکدوش ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۶۵)

پس آج ہمارا جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب جماعت ہے اور جو سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے محبت اور عشق کی دعویدار ہے اور اس زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم صرف دعویٰ ہی نہیں کر رہے بلکہ حقیقت میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آپ کے حکم کے مطابق ہم نے امام کو پہچانا اور مانا اور ہم اس جماعت میں داخل ہو گئے ہیں جس پر ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے کہ وہ آئندہ بھی دنیا کی اصلاح کی کوشش کرتی رہے گی، ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ ہم اس عشق کو سچ کر دکھائیں اور امت مسلمہ کو خصوصاً کہ وہ ہمارے محبوب ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے ہیں اور تمام انسانیت کو عموماً آنحضور ﷺ کی حقیقی تعلیم کے جھنڈے تلے لے آئیں۔ اور اس کے ساتھ سب سے بڑھ کر ہمیں خود بھی اپنی اصلاح کرنی ہوگی۔ اس طرف توجہ دینی ہوگی کیونکہ نیک نمونہ سب سے بڑی تبلیغ ہے۔ اللہ کرے ہمارا شمار ان خوش قسمت لوگوں میں ہو جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی فکر کو دیکھ کر یہ وعدہ کیا تھا کہ تیرے راستہ پر چل کر میرا قرب حاصل کرنے والے ہوں گے۔

اب کچھ اور آیات ہیں صفت خبیر کے متعلق وہ پیش کرتا ہوں۔ ﴿وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ ۔ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا﴾ (نبی اسرائیل :۱۸)۔ اور کتنے ہی زمانوں کے لوگ ہیں جنہیں ہم نے نوح کے بعد ہلاک کیا اور تیرا ربّ اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے (اور) اُن پر نظر رکھنے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اس قسم کی مثالیں تم کو شروع سے دنیا میں نظر آئیں گی، نوح سے لے کر اس وقت تک نبی آتے رہے ہیں سب کے زمانہ میں اسی طرح ہوتا چلا آیا ہے۔ ﴿وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا﴾ کہہ کر یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو خبیر و بصیر ہے بندوں کو غلط راستہ پر چلتے دیکھ کر کس طرح خاموش رہ سکتا ہے۔ یہ فقرہ بھی ان معنوں کو رد کرتا ہے جو اوپر کی آیت کے بعض نادانوں نے کئے ہیں (کہ خدا تعالیٰ بڑے بڑے لوگوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ بدکار ہو جاؤ) کیونکہ اس میں بتایا ہے کہ معذب لوگ پہلے سے گناہ گار ہوتے ہیں یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو گنہگار بناتا ہے۔“ (تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۳۱۷)

پھر ایک آیت ہے ﴿وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌ بَصِيْرٌ﴾ (سورۃ الفاطر:۳۲) اور جو ہم نے تیری طرف کتاب میں سے وحی کیا ہے وہی حق ہے۔ اس کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس کے سامنے ہے۔ یقیناً اللہ اپنے بندوں سے ہمیشہ باخبر رہنے والا (اور ان پر) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

امام رازی ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌ بَصِيْرٌ﴾ کے تحت فرماتے ہیں کہ اس ارشاد الٰہی کے دو پہلو ہیں:

نمبر ایک: حقیقت یہ ہے کہ یہ بات برحق ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے اور وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ کا مطلب ہے کہ وہ چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے۔ اور {بَصِيْرٌ} کا مطلب یہ ہے کہ وہ ظاہری باتوں کو بھی جاننے والا ہے۔ پس اس کی وحی میں ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی کوئی باطل بات نہیں ہے۔

نمبر ۲: ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌ بَصِيْرٌ﴾ اس اعتراض کا جواب بھی ہو سکتا ہے جو مشرکین مکہ کیا کرتے تھے کہ یہ قرآن کسی عظیم المرتبت شخص پر کیوں نازل نہیں ہوا؟

پس فرمایا ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌ بَصِيْرٌ﴾ یعنی وہ ان کے باطن کو جانتا ہے اور ان کے ظاہر پر بھی نظر رکھے ہوئے ہے۔ پس اس نے محمد ﷺ کو چنا اور ان کے علاوہ کسی اور کو نہ چنا۔ کیونکہ ان کے نزدیک وہی اس مقام کے لئے ان میں سے سب سے زیادہ اہل تھے۔ (تفسیر کبیر رازی)

پھر فرمایا: ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۔ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌ بَصِيْرٌ﴾ (سورۃ الشوریٰ :۲۸) اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں ضرور باغیانہ روش اختیار کرتے لیکن وہ ایک اندازہ کے مطابق جو چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ یقیناً وہ اپنے بندوں سے ہمیشہ باخبر (اور ان پر) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

اس آیت کے تعلق میں حضرت انسؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جو باتیں اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے بیان کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی کی اہانت کی اس نے گویا مجھے جنگ کے لئے للکارا اور مَیں اپنے اولیاء کی مدد کرنے میں سب سے سُرعت سے کام لینے والا ہوں۔ اور مجھے ان کے باعث اس طرح غصہ آتا ہے جس طرح غضبناک شیر کو غصہ آتا ہے۔ اور مَیں کسی کام کے کرنے میں کبھی متردّد نہیں ہوا البتہ ایک ایسے مومن کی روح قبض کرنے میں مجھے تردّد ہوتا ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہے۔ اگرچہ مَیں اس کی ناگواری کو ناپسند کرتا ہوں مگر اس کے سوا چارہ نہیں ہوتا۔ اور میرا کوئی مومن بندہ میرا مقرب نہیں ہوا مگر ان فرائض کی ادائیگی کی وجہ سے جو مَیں اس پر فرض کئے ہیں۔ اور میرا مومن بندہ نوافل کے ذریعہ مسلسل میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ مَیں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ اور جب مَیں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو مَیں اس کے کان، آنکھیں، زبان اور ہاتھ اور اس کا مددگار ہو جاتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو مَیں اسے دے دیتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے کوئی دعا کرتا ہے تو مَیں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ میرے کچھ بندے مجھ سے عبادت کا دروازہ پوچھتے ہیں اور مَیں جانتا ہوں کہ اگر مَیں نے اس کو وہ دروازہ بتا دیا تو اس شخص میں عُجب آ جائے گا جو اس کو بگاڑ دے گا۔ اور میرے کچھ مومن بندے ایسے ہیں کہ جن کو دولتمندی ہی راہ راست پر قائم رکھ سکتی ہے اور اگر مَیں ان کو غریب کر دوں تو غربت ان کو بگاڑ دے گی اور میرے مومن بندوں میں سے بعض ایسے ہیں جن کو غربت ہی درست حال پر قائم رکھتی ہے اور اگر مَیں انہیں غنی کر دوں تو امیر ہونا اس کو فساد میں مبتلا کر دے گا۔ اور مَیں اپنے بندوں کے بارہ میں ان کے دلوں کے حال کو جانتا ہوئے تدبیر کرتا ہوں۔ پس مَیں علیم وخبیر ہوں۔

اس کے بعد حضرت انسؓ نے ان الفاظ میں دعا کی ہے 'اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ مِنْ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُصْلِحُهُمْ اِلَّا الْغِنٰى فَلَا تُفْقِرْنِيْ بِرَحْمَتِكَ'۔ اے اللہ! مَیں تیرے ان مومن بندوں میں سے ہوں جن کو صرف غناء ہی راس آتا ہے۔ پس تُو اپنی رحمت سے مجھے مفلس نہ رہنے دینا۔

(تفسیر قرطبی)

پھر فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (سورۃ الحجرات:۱۴)۔ اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

علامہ فخر الدین رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر کو جانتا ہے، تمہارے نسب کو جانتا ہے، تمہارے باطن سے باخبر ہے، اس پر تمہارے بھید مخفی نہیں ہیں۔ پس تم تقویٰ کو اپنا عمل بناؤ اور تقویٰ میں بڑھتے چلے جاؤ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بڑھایا ہے (تفسیر کبیر رازیؒ)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”تم میں سے معزز اور زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ تر متقی ہے۔ جس قدر نیکیاں اور اعمال صالح کسی

PRIME AUTO PARTS

House of Genuine Spares
Ambassador
&
Maruti

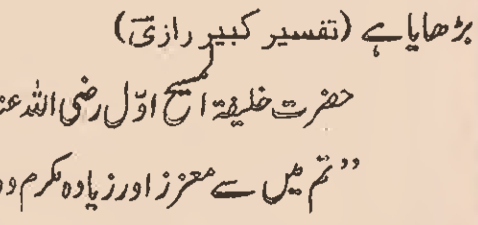

P, 48 PRINCEP STREET
CALCULTTA - 700072 ●2370509

میں زیادہ ہوتے ہیں وہی زیادہ معزز ومکرم ہے۔ کیا بے جا شیخی اور انانیت نہیں ہو رہی؟ پھر بتلاؤ۔ اس نعمت کی قدر کی تو کیا کی؟ یہ اخوت اور برادری کا واجب الاحترام مسئلہ اسلام کی دیکھا دیکھی اب اور قوموں نے بھی لے لیا۔ پہلے ہندو وغیرہ قومیں کسی دوسرے مذہب وملت کے پیرو کو اپنے مذہب میں ملانا عیب سمجھتے تھے اور پرہیز کرتے تھے۔ مگر اب شدھ کرتے اور ملاتے ہیں۔ گو کامل اخوت اور سچے طور پر نہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ کی طرف غور کرو کہ حضورؐ نے اپنی عملی زندگی سے کیا ثبوت دیا کہ زید جیسے کے نکاح میں شریف بیبیاں آئیں۔ اسلام، مقدس اسلام نے قوموں کی تمیز کو اٹھا دیا جیسے وہ دنیا میں توحید کو زندہ اور قائم کرنا چاہتا تھا اور چاہتا ہے اسی طرح ہر بات میں اس سے وحدت کی روح پھونکی اور تقویٰ پر ہی امتیاز رکھا۔ قومی تفریق پر جو نفرت اور حقارت پیدا کر کے شفقت علیٰ خلق اللہ کے اصول کی دشمن ہو سکتی تھی اُسے دور کر دیا۔ ہمیشہ کا منکر جب اسلام لاوے تو شیخ کہلاوے۔ یہ سعادت کا تمغہ یہ سعادت کا نشان جو اسلام نے قائم کیا تھا صرف تقویٰ تھا۔ (الحکم ۵ مئی ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”مکرم ومعظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾ یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے ذاتیں بنائیں اور آج کل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے“۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۵۰)

پھر فرماتے ہیں: ”دینی غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ مال و دولت یا نسلی بزرگی پر بے جا فخر کر کے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو۔ خدا کے نزدیک مکرم وہی ہے جو متقی ہے۔ چنانچہ فرمایا ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے گو کہ جماعت میں بہت بڑا حصہ ایسا ہے جو اس بات پر قائم ہے لیکن پھر بھی وقتاً فوقتاً ایسی مثالیں سامنے آتی رہتی ہیں۔ ہمیں اب اس تعلیم کو بڑی اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ اب بھی ایسے خطوط آتے رہتے ہیں جن میں یہ ذکر ہوتا ہے کہ ہمیں یا ہمارے عزیزوں کی لڑکیوں کی طرف سے شادیوں کے بعد غربت کے طعنے دئے جاتے ہیں یا حسب نسب کے طعنے دئے جاتے ہیں۔ یہ باتیں تو ایسی ہیں جو شادی کرنے والے کو پہلے سوچ لینی چاہئیں۔ پہلے حسب نسب یا غربت وامارت کا پتہ یا علم نہیں تھا۔ انتہائی ظلم کی بات ہے یہ۔ پہلے بھی کسی نے آپ کو مجبور نہیں کیا ہوتا کہ ضرور فلاں جگہ شادی کرنی ہے۔ اپنی مرضی سے، اپنے شوق سے کرتے ہیں تو پھر اس کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ اس قسم کے طعنے یا اس قسم کی باتیں کی جائیں۔ کچھ خدا کا خوف ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو تقویٰ پر قائم کرے۔

قرآن کریم کی بعض اور بیان فرمودہ پیشگوئیاں ہیں، پیش خبریاں ہیں۔ فرمایا: ﴿وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ﴾ اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دی جائیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ تکویر کی اس آیت کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں:

”قرآن اور حدیث دونوں بتلا رہے ہیں کہ مسیح کے زمانہ میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے یعنی ان کے قائم مقام کوئی سواری پیدا ہو جائے گی۔ یہ حدیث مسلم میں موجود ہے۔ اور اس کے الفاظ یہ ہے ”وَلَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا“ اور قرآن کے الفاظ یہ ہیں ﴿وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ﴾۔ شیعوں کی کتابوں میں بھی یہ حدیث موجود ہے مگر کیا کسی نے اس نشان کی کچھ پرواہ کی۔ ابھی عنقریب ہی اس پیشگوئی کا دلکش نظارہ مکہ اور مدینہ کے درمیان نمایاں ہونے والا ہے جبکہ اونٹوں کی ایک لمبی قطار کی جگہ ریل کی گاڑیاں نظر آئیں گی۔ اور تیرہ سو برس کی سواریوں میں انقلاب ہو کر ایک نئی سواری پیدا ہو جائے گی۔ اس وقت ان مسافروں کے سر پر جب یہ آیت ﴿وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ﴾ اور یہ حدیث ”وَلَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا“ پڑھی جائے گی تو کیسے انشراح صدر سے ان کو ماننا پڑے گا کہ یہ درحقیقت آج کے دن کے لئے ایک نشان تھا اور ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی جو ہمارے نبی کریمؐ کے مبارک لبوں سے نکلی اور آج پوری ہوئی“۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۶)

یہ بھی اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے لئے پیش کی گئی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”مَیں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں اس ملک میں ریل جاری ہو کر اونٹ بیکار کئے گئے اور عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ بہت نزدیک ہے جبکہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہو کر اونٹ بیکار ہو جائیں گے جو تیرہ سو برس سے یہ سفر مبارک کرتے تھے۔ تب اس وقت ان اونٹوں کی نسبت وہ حدیث جو صحیح مسلم میں موجود ہے صادق آئے گی یعنی یہ کہ ”لَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا“ یعنی مسیح کے وقت میں اونٹ بیکار کئے جائیں گے اور کوئی ان پر سفر نہیں کرے گا“۔ (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۶)

پھر فرمایا: ﴿وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ﴾ (التکویر: ۱۱) اور جب صحیفے نشر کئے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں: ”ایسا ہی قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت اور بھی پیشگوئیاں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ پیشگوئی بھی ہے ﴿وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ﴾ یعنی آخری زمانہ وہ ہوگا جبکہ کتابوں اور صحیفوں کی اشاعت بہت ہوگی گویا اس سے پہلے کبھی ایسی اشاعت نہیں ہوئی تھی۔ یہ ان کلوں کی طرف اشارہ ہے جن کے ذریعہ سے آج کل کتابیں چھپتی ہیں اور پھر ریل گاڑی کے ذریعہ سے ہزاروں کوسوں تک پہنچائی جاتی ہیں“۔

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۲)

ویسے تو قدیم زمانہ سے درختوں کے پتوں، ان کی چھالوں اور ہڈیوں اور پتھروں وغیرہ پر لکھنے کا رواج رہا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں رائج تھا۔ تاہم باقاعدہ فن کتابت کا آغاز چین سے ہوا۔ پہلا مطبوعہ نمونہ ۸۶۷ء کا ہے جو برٹش میوزیم میں موجود ہے وہ چین کا ہے۔

بہرحال اب یہ فن روز بروز ترقی پر ہے۔ اس کی نئی نئی شکلیں مثلاً کمپیوٹر اور کمپیوٹرائزڈ چھاپہ خانے، پھر آج کل ای میل وغیرہ مختلف چیزیں ہیں جو جاری ہیں جو اس الٰہی خبروں کی کہ ﴿وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ﴾ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

پھر فرمایا ﴿وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْھَا وَزِیْنَۃً۔ وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل: ۹) اور گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کئے) تا کہ تم ان پر سواری کرو اور (وہ) بطور زینت (بھی) ہوں۔ نیز وہ (تمہارے لئے) وہ بھی پیدا کرے گا جسے تم نہیں جانتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے حوالے سے سورۃ کے تعارفی نوٹ میں فرماتے ہیں:

”ہر قسم کے جانوروں کی تخلیق کا ذکر فرمانے کے بعد یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی گئی ہے کہ اس قسم کی اور سواریاں بھی اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے گا اور جن کا تمہیں اس وقت کوئی علم نہیں۔ چنانچہ فی زمانہ ایجاد ہونے والی نئی نئی سواریوں کی پیشگوئی اس آیت میں فرما دی گئی ہے“۔

اب مختلف النوع قسم کی سواریاں اور پھر ان کے مختلف النوع قسم کے فیولز (Fules) ہیں جن سے یہ چلتی ہیں۔ سولر انرجی (Solar Energy) سے چلنے والی سواریاں بھی ایجاد ہیں۔

پھر ترقی یافتہ قوموں کے زوال کی خبر ہے۔ ﴿اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ۔ اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ۔ وَاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ۔ تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ۔ فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ﴾ (سورۃ الفیل: ۲ تا ۶)۔ کیا تُو نہیں جانتا کہ تیرے ربّ نے ہاتھی والوں سے کیا سلوک کیا؟ کیا اُس نے اُن کی تدبیر کو رائیگاں نہیں کر دیا؟ اور اُن پر غول در غول پرندے (نہیں) بھیجے؟ وہ اُن پر کنکر ملی خشک مٹی کے ڈھیلوں سے پتھراؤ کر رہے تھے۔ پس اس نے اُنہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔

اس کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”دنیاوی قوموں کی ترقی آخر اس نقطۂ عروج پر ختم ہوگی کہ وہ ساری عظیم طاقتیں اسلام کو نیست ونابود کرنے کے درپے ہو چکی ہوں گی۔ قرآن کریم ماضی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اس سے پہلے بھی اُمُّ القُریٰ یعنی مکہ کو بڑی بڑی ظاہری حشمت والی قوموں نے تباہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ اصحاب الفیل یعنی بڑے بڑے ہاتھیوں والے تھے لیکن پیشتر اس سے کہ وہ ان بڑے بڑے ہاتھیوں پر مکہ تک پہنچتے، ان پر ابابیل نے جو سمندری چٹانوں کی کھوہوں میں گھر بناتی ہیں، ایسے کنکر برسائے جن میں چیچک کے جراثیم تھے اور ساری فوج میں وہ خوفناک بیماری پھیل گئی اور آناً فاناً وہ ایسی لاشوں کے ڈھیر ہو گئے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَطِعْ اَبَاكَ
اپنے باپ کی اطاعت کر
طالب دعا یکے از جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 مینگو لین کلکتہ 700001
دکان:: 243-0794'248-1652'248-5222
رہائش:: 237-8468'237-0471

جیسے کھایا ہوا بُھوسا ہو۔ ان کے جسموں کو مُردار خور پرندے پٹک پٹک کر زمین پر مارتے تھے۔ پس آئندہ بھی اگر کسی قوم نے طاقت کے بدتے پر اسلام کی یا مکہ کی بے حرمتی کا اور تباہی کا ارادہ کیا تو وہ بھی اسی طرح تباہ کر دی جائے گی۔

پھر شق قمر کی خبر ہے۔ فرمایا: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ کہ ساعت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:-

"آنحضرت ﷺ مکہ میں ہی تھے کہ آپ کو الہام ہوا: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ اسلام کی ترقی کا وقت آگیا ہے اور عرب کی حکومت تباہ کر دی گئی۔ چاند عرب کا نشان تھا چنانچہ جب کوئی شخص خواب میں چاند دیکھے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اُسے عرب کی حکومت کے حالات بتائے گئے ہیں۔ پس چاند کے پھٹنے کے یہ معنے تھے کہ عرب کی حکومت تباہ ہو جائے گی۔ اُس وقت جب آپؐ کے صحابہؓ چاروں طرف دنیا میں جان بچائے دوڑے پھرتے تھے جب رسول اللہ ﷺ کا گلا گھونٹا جاتا اور آپ کی گردن میں پٹکے ڈالے جاتے تھے۔ جب خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کی بھی آپ کو اجازت نہیں تھی اور جب سارا مکہ آپؐ کی مخالفت کی آوازوں سے گونج رہا تھا، اُس وقت محمد رسول اللہ ﷺ نے مکہ والوں کو یہ خبر دی کہ عرب کی حکومت کی تباہی کا خدا نے فیصلہ کر دیا ہے اور اسلام کے غلبہ کا وقت آگیا ہے۔ پھر کس طرح چند سال کے بعد ہی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ قیدار کی ساری حشمت توڑ دی گئی۔ اسلام کا جھنڈا بلند کر دیا گیا۔ چاند پھٹ گیا۔ قیامت آگئی اور ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین بنا دی گئی۔"

(دیباچه تفسیر القرآن. صفحه ۲۸۳)

پھر آنحضرت ﷺ کی چند احادیث ہیں جو مَیں پیش کرتا ہوں۔ حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (اللہ تعالیٰ سے علم پا کر) حضرت جعفر اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کی وفات کی خبر اطلاع آنے سے پہلے اس حال میں دی کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

آنحضرت ﷺ کی اس خبر کے عین مطابق جس روز آپ ﷺ نے صحابہ کو حضرت زید اور حضرت جعفر کی شہادت کی خبر دی۔ میدان موتہ میں دونوں صحابہ کی شہادت ہو چکی تھی جس کی تصدیق ان کی شہادت کی باقاعدہ خبر لانے والے فرد کے پیغام پہنچانے سے ہوگئی۔

پھر آپؐ نے صحابہ کو ان کی خوشحالی کی خبر دی۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہارے پاس قالین ہے؟ مَیں نے عرض کیا حضور! ہمارے پاس قالین کہاں!۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس قالین بھی ہوں گے۔ پھر ہم پر وہ زمانہ آیا کہ مَیں بیوی کو کہتا کہ میرے راہ سے اپنا قالین ہٹاؤ تو کہتی کیا نبی ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ یہ جواب سن کر مَیں ان قالینوں کو بچھے رہنے دیتا۔

(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام)

حضرت عبدالرحمن بن ابی میلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مَیں نے دیکھا کہ کالی بکریوں کا ریوڑ میری پیروی کر رہا ہے اور ان کے پیچھے خاکستری رنگ کی بکریوں کا ریوڑ ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ عرب آپ کی پیروی کریں گے اور پھر عجم ان کی پیروی کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نے بھی یہی تعبیر کی ہے

(مصنف ابن ابی شیبه جلد ٦ صفحه ١٧٦)

پھر مسلمانوں اور دوسری اقوام کے حملہ آور ہونے کی خبر ہے۔

عبدالرحمٰن، بشر، ابن جابر، ابوعبدالسلام، ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا

تبلیغ دین ونشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of all kinds of Fashion
Leather Products & General order Suppliers & Importers

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta-700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No. : 9610-606266

قریب ہے کہ دوسری قومیں تم پر اس طرح حملہ آور ہوں گی جیسے کھانے والے کھانے کے کسی برتن پر آ ٹوٹتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی کہ یہ ہماری تعداد کی کمی کی وجہ سے ہوگا؟ فرمایا نہیں۔ تم اس زمانے میں تعداد میں بہت ہوگے لیکن تم ایسے ہوگے جیسے دریا کے پانی پر میل اور کوڑے کا جھاگ ہوتا ہے۔ اللہ تمہارے رعب کو تمہارے دشمنوں کے دل سے نکال ڈالے گا۔ آپؐ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کا خوف

(سنن ابی داؤد کتاب الملاجم باب فی تداعی الامم علی الاسلام)

یہ جو آج کل ہم دیکھ رہے ہیں۔

آخری زمانہ میں تجارت کے بارہ میں پیشگوئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب قرب قیامت کا زمانہ آئے گا تو خاص خاص لوگوں کو ہی سلام کیا جائے گا اور تجارت اس قدر پھیل جائے گی کہ عورت اپنے خاوند کی تجارت میں اس کی مدد کرے گی اور رحمی رشتے منقطع ہو جائیں گے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ١ صفحه ٤١٩ مطبوعه بيروت)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمدؐ! اگر جنت کا عرض آسمان اور زمین ہے تو پھر دوزخ کہاں ہے؟۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو نے نہیں دیکھا کہ جب رات آتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (المستدرک علی الصحيحين جلد ١ صفحه ٩٢)

اس زمانہ میں یہ سمجھنا مشکل تھا لیکن اس میں جو مختلف سمتوں یا Dimention کے وجود کی خبر دی گئی ہے آج کل انسان سمجھ سکتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئندہ ہونے والی باتیں بیان فرمائیں ان کی چند مثالیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"میرے مخلص دوست نور دین کا ایک لڑکا فوت ہو گیا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا۔ اس کے فوت ہونے پر بعض نادان دشمنوں نے بہت خوشی ظاہر کی اس خیال سے کہ مولوی صاحب لاولد رہ گئے، تب مَیں نے ان کے لئے دعا کی اور دعا کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ اطلاع ملی کہ دعا سے ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اس بات کا نشان کہ وہ محض تمہاری دعا کے ذریعہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ بتایا گیا کہ اس کے بدن پر بہت سے پھوڑے نکل آئیں گے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبدالحیٔ رکھا گیا اور اس کے بدن پر غیر معمولی پھوڑے بہت سے نکلے جن کے داغ اب تک موجود ہیں۔ اور یہ پھوڑوں کا نشان لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا تھا۔

(حقیقة الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحه ۲۳۰)

سعد اللہ لدھیانوی کی موت کی خبر دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"منجملہ اُن نشانوں کے سعد اللہ لدھیانوی کی موت ہے جو پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب منشی سعد اللہ لدھیانوی بدگوئی اور بدزبانی میں حد سے بڑھ گیا اور اپنی نظم و نثر میں اس قدر مجھ کو گالیاں دیں کہ ...... مَیں باور نہیں کر سکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی نے ایسی گندی گالیاں کسی نبی اور مرسل کو دی ہوں جیسا کہ اس نے مجھے دیں۔ چنانچہ جس شخص نے اس کی مخالفانہ نظمیں اور نثریں اور اشتہار دیکھے ہوں اس کو معلوم ہوگا کہ وہ میری ہلاکت اور نابود ہونے کے لئے اور نیز میری ذلت اور اس کی نامرادی دیکھنے کے لئے کس قدر حریص تھا اور میری مخالفت میں کہاں تک اس کا دل گندہ ہو گیا تھا۔ پس ان تمام امور کے باعث مَیں نے اس کے بارہ میں یہ دعا کی کہ میری زندگی میں اس کو نامرادی اور ذلت کی موت نصیب ہو۔ سو خدا نے ایسا ہی کیا اور جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں چند گھنٹہ میں نمونیا پلیگ سے اس جہان فانی سے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ کوچ کر گیا...... اور وہ پیشگوئی جس میں مَیں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کیساتھ میرے روبرو وہ مرے گا۔ وہ انجام آتھم میں عربی شعروں میں ہے اور وہ یہ ہے:

تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے۔ پس مَیں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔ اور صرف تیری ذلت پر کچھ حصہ نہیں، خدا تجھے مع تیرے گروہ کے ذلیل کرے گا اور مجھے عزت دے گا یہاں تک کہ لوگ میرے جھنڈے کے نیچے آجائیں گے۔

اے میرے خدا مجھ میں اور سعد اللہ میں فیصلہ کر۔ یعنی جو کاذب ہے صادق کے روبرو اس کو ہلاک کر۔ اے علیم و خبیر جو میرے دل کو اور میرے اندر کی پوشیدہ باتوں کو دیکھ رہا ہے۔ اے میرے خدا! مَیں تیری رحمت کے دروازے دعا کرنے والوں کے لئے کھلے دیکھتا ہوں۔ پس یہ جو مَیں نے سعد اللہ کے حق میں دعا کی ہے اس کو قبول فرما اور ردّ نہ کر یعنی میری زندگی میں ہی اس کو ذلت کی موت دے"۔

پھر کانگڑہ کے زلزلہ کی خبر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کی تھی جو اخبار الحکم اور البدر میں چھپ گئی تھی کہ ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے۔ جو بعض حصہ پنجاب میں سخت تباہی کا موجب ہوگا اور پیشگوئی کی تمام عبارت یہ ہے: "زلزلہ کا دھکا۔ عَفَتِ الدِّيَارُ مَحِلُّهَا وَ مَقَامُهَا"۔ چنانچہ یہ پیشگوئی ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہوئی۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۳۱)

اور اس پیشگوئی کے مطابق کانگڑہ میں شدید زلزلہ آیا جس میں ہندوؤں کے مشہور مندر زمین بوس ہوگئے۔ دھرمسالہ کی اور متفرق چھاؤنیاں جو تھیں ان میں بڑی تباہی آئی اور ایک محتاط اندازہ کے مطابق کہتے ہیں کہ بیس ہزار افراد القمہ اجل ہوئے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عجیب معجزہ ہے کہ کسی احمدی کا جانی یا مالی نقصان نہیں ہوا۔

پھر کانگڑہ کے زلزلہ کے حالات بیان کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ اپنی کتاب "ذکر حبیبؑ" میں بیان فرماتے ہیں:

"۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو جبکہ پنجاب میں سخت زلزلہ آیا اور کانگڑہ کے پہاڑیں کئی ایک بستیاں بالکل تباہ ہوگئیں اور ہندوؤں کی دیوی جوالا مکھی کی لاٹ بجھ گئی اور عمارت مسمار ہوگئی۔ اس وقت صبح ساڑھے چھ بجے کے قریب قادیان میں بھی سخت زلزلہ محسوس ہوا مگر یہ خدا کا فضل رہا کہ جیسا کہ لاہور اور امرتسر میں کئی ایک مکانات گر گئے اور آدمی مر گئے اور بہتوں کو چوٹیں آئیں، ایسا کوئی حادثہ قادیان میں نہیں ہوا۔ میں ان دنوں کچھ بیمار تھا اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میرا علاج کرتے تھے۔ روزانہ تازہ ادویہ منگوا کر اور ایک گولی اپنے ہاتھ سے مجھے بھیجا کرتے تھے۔ میں اس وقت اپنے اہل بیت کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے مکان میں اس کمرہ میں مقیم تھا جو گول کمرہ کے نام سے مشہور ہے اور جس میں میں قادیان میں سب سے پہلی دفعہ ۱۸۹۱ء کے ابتدا میں آن کر مقیم ہوا تھا۔ چونکہ زلزلے کے اس بڑے دھکے آنے کے بعد بھی چند گھنٹوں کے وقفے پر بار بار زمین ہلتی تھی اس واسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجویز کی کہ مکانات چھوڑ کر باہر باغ میں ڈیرہ لگایا جائے۔ اکثر دوست مع قبائل باہر چلے گئے او چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں بنائی گئیں اور بعض نے خیمے کھڑے کر لئے اور کئی ماہ تک اسی باغ میں قیام رہا۔ انہی ایام میں جاپان کا ایک پروفیسر اوموری جو علم زلازل کے محقق اور مبصر تھے ان زلازل کی تحقیقات کے واسطے ہندوستان آیا تھا اور بعد تحقیقات اس نے فیصلہ کیا تھا کہ یہاں اب کئی سال تک زلزلہ نہیں آئے گا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی الہامی پیشگوئی شائع کی تھی کہ موسم بہار میں پھر زلزلہ آئے گا۔ چنانچہ دوسرے سال ایسا ہی ایک شدید زلزلہ پھر آیا"۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے الہام کیا:

"بھونچال آیا اور شدت سے آیا۔ زمین تہ و بالا کر دی"

اس ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

"اس دن آسمان سے کھلا کھلا دھواں نازل ہوگا اور اس دن زمین زرد پڑ جائے گی۔ یعنی سخت قحط کے آثار ظاہر ہونگے۔ میں بعد اس کے جو مخالف تیری توہین کریں گے تجھے عزت دونگا اور تیرا اکرام کرونگا۔ وہ ارادہ کریں گے جو تیرا کام ناتمام رہے اور خدا نہیں چاہتا کہ جو تجھے چھوڑ دے جب تک تیرے کام پورے نہ کرے۔ میں رحمٰن ہوں اور ہر ایک امر میں تجھے سہولت دوں گا اور ہر ایک امر میں تجھے برکتیں دکھلاؤں گا"۔ (حقیقہ الوحی۔ روحانی خزائن۔ جلد نمبر ۲۲۔ صفحہ ۹۸)

پھر حضورؑ ایک جگہ فرماتے ہیں: "یاد رہے کہ جس عذاب کے لئے یہ پیشگوئی ہے اس عذاب کو خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ کے لفظ سے بیان کیا ہے اگرچہ بظاہر وہ زلزلہ ہے اور ظاہر الفاظ یہی بتاتے ہیں کہ وہ زلزلہ ہی ہوگا۔ لیکن چونکہ عادت الٰہی میں استعارات بھی داخل ہیں اس لئے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ غالباً تو وہ زلزلہ ہوگا ورنہ کوئی اور جاں گداز اور فوق العادت عذاب ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے"۔

(براہین احمدیہ جلد پنجم)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے چرند، پرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گے اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ پر ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔...... میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں، پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ"۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۸۔۲۶۹)

پھر آپ فرماتے ہیں:

"اے سننے والو! تم یاد رکھو کہ اگر پیشگوئیاں صرف معمولی طور پر ظہور میں آئیں تو سمجھ لو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ لیکن اگر ان پیشگوئیوں نے اپنے پورے ہونے کے وقت دنیا میں ایک تہلکہ برپا کر دیا اور شدت گھبراہٹ سے دیوانہ سا بنا دیا اور اکثر مقامات سے عمارتوں اور جانوں کو نقصان پہنچا تو تم اس خدا سے ڈرو جس نے میرے لئے یہ سب کچھ کر دکھایا"۔

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۴ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۹۶)

آپ کے کچھ الہامات ہیں۔ فرمایا:

"مجھے اللہ جل شانہ نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ وہ بعض امراء اور ملوک کو بھی ہمارے گروہ میں داخل کرے گا اور مجھے اس نے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور یہ کسی حد تک ہم نے پورا ہوتے ہوئے بھی دیکھا اور آئندہ بھی دیکھیں گے۔

پھر یہ الہام ہے ۱۸۸۳ء کا: پھر بعد اس کے فرمایا "اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قَرِيْبًا مِّنَ الْقَادِيَان۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا"۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور بضرورت حقہ اترا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا"۔ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۹۳ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳۔ تذکرہ صفحہ ۷۴۔۷۵ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر ایک الہام ہے فرمایا: "اللہ جل شانہ نے مجھے خبر دی ہے کہ "يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ صُلَحَاءُ الْعَرَبِ وَاَبْدَالُ الشَّامِ وَتُصَلِّيْ عَلَيْكَ الْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ وَيَحْمَدُكَ اللّٰهُ عَنْ عَرْشِهٖ"۔

(از مکتوب حضرت اقدس مورخہ اگست ۱۸۸۸ء مندرجہ الحکم جلد ۵ نمبر ۳۲ مورخہ ۳۱ر اگست ۱۹۰۱ء۔ تذکرہ صفحہ ۱۶۲۔ مطبوعہ ۱۹۶۹)

اس کا صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ترجمہ کیا ہے کہ تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔

KASHMIR JEWELLERS
کشمیر جیولرز
Mfrs & Suppliers of:
GOLD & DIAMOND JEWELLERY
الیس اللہ بکاف عبدہ
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں
خاص احمدی احباب کیلئے
Main Bazar Qadian (Pb.)
Ph. (S) 01872-21672 (R) 20260 Fax. 20063
E-mail. kashmirsons@yahoo.com

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران - حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ ربوہ - پاکستان
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

قدرت ثانیہ کے مظہر خامس کے بارہ میں

چند ایمان افروز امور کا تذکرہ

عطاء المجیب راشد
(امام مسجد فضل لندن)

سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خلافت کے آغاز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ عالمگیر کی روشن تاریخ کا ایک اور مبارک دور شروع ہوگیا ہے فالحمدللہ علی ذالک

جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی قائم کردہ جماعت ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا سایہ ہمیشہ اس کے سر پر رہا ہے۔ جماعت کی سو سال سے زیادہ عرصہ کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس الٰہی جماعت کو کبھی ایک لمحہ کیلئے بھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑا بلکہ ہر آن اپنی خاص الخاص تائیدات اور نصرتوں سے نوازا اور ہر مرحلہ پر اپنے بے پایاں لطف و احسان کے سلوک کو جاری و ساری رکھا جو خدا تعالیٰ کی قدرت و جبروت کا نشان بھی ہے اور جماعت احمدیہ کی صداقت کا ثبوت بھی۔

ہمارے دل اللہ تعالیٰ کے اس دائمی پیار بھرے سلوک کو دیکھ کر اس یقین سے پر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ کے ساتھ یہ پیارا، ایمان افروز اور تائید و نصرت کا سلوک اس دورِ خلافت میں بھی اسی طرح جاری و ساری رہے گا جیسا کہ اس سے پہلے ہمیشہ جاری رہا بلکہ لطف و احسان اور افضال باری تعالیٰ کا یہ سلسلہ پہلے سے بھی بڑھ کر ہوگا کہ ہمارے وہاب اور منان خدا کے بے پایاں فضلوں کی کوئی انتہا نہیں وَيُؤْتِي مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَيَرْزُقْ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبْ.

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات و کشوف میں بہت سے واضح اشارات ملتے ہیں۔ ان کا تذکرہ جماعتی اخبارات و رسائل میں آتا رہا ہے۔ میں بطور نمونہ ان میں سے صرف چند ایک کا قدرے تفصیل سے ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ان پر جو تبصرہ کیا گیا ہے وہ میرا ذاتی تبصرہ ہے اور ضروری نہیں کہ ہر پڑھنے والا بھی لازمی طور پر اس سے اتفاق کرتا ہو۔

ان امور کا ذکر کرنے سے قبل یہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسولوں کو دیئے جانے والے وعدوں اور پیش گوئیوں میں یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ وہ وعدے رسول کی زندگی میں بھی پورے ہوتے ہیں اور بعض صورتوں میں ان کا ظہور اس کے بعد اس شخص کی اولاد در اولاد اور اس کے خلفاء اور متبعین کے ذریعہ بھی ہوتا ہے۔ اس کی متعدد مثالیں انبیاء کی زندگیوں میں اور بالخصوص ہمارے آقا و مولیٰ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیات طیبہ میں بھی نظر آتی ہیں۔ یہ بات اسلئے بھی اچھی طرح واضح ہونی چاہئے کہ پیشگوئیوں کے دوسرے طریق پر ظہور میں ہرگز کوئی جائے تعجب نہیں اور ایسا ہونا اپنی ذات میں کئی اعتبارات سے ازدیاد ایمان کا موجب بھی بنتا ہے اور خلفاء کی سچائی اور چشمۂ رسالت سے فیض یاب ہونے کا ثبوت بھی فراہم کرتا ہے۔

پہلی بات:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور رؤیا و کشوف کے مجموعہ ''تذکرہ'' میں جنوری ۱۹۰۷ء کی ایک رؤیا ان الفاظ میں درج ہے۔ ''شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ''وہ بادشاہ آیا''

دوسرے نے کہا کہ ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے فرمایا قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے''

(بحوالہ بدر، الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء)

الہامات اور کشوف کی اصل حقیقت مکمل طور پر تو اپنے وقت پر ہی ظاہر ہوتی ہے لیکن اس رؤیا کا مضمون خلافت خامسہ کے قیام نے بڑی صراحت سے واضح کر دیا ہے۔ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کا خلافت خامسہ کے منصب جلیل پر فائز ہونا دراصل اسی روحانی بادشاہت کا حصول ہے جس کا اشارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں اس طرح فرمایا ہے ۔

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

اللہ تعالیٰ کے نبی ہمیشہ روحانی بادشاہت کے علمبردار ہوتے ہیں اور ان کے بعد ان کی خلافت بھی روحانی اقالیم سے ہی تعلق رکھتی ہے پس یہ وہی روحانی بادشاہت ہے جو خلافت احمدیہ کی پانچویں تجلی کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے اور وہ پگڑی جو حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے سر پر دکھائی دی وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے ان کے پوتے حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سر پر رکھ کر ایک ایمان افروز نظارہ دنیا کو دکھایا۔

یاد رہے کہ پگڑی عزت، شرف علم اور بزرگی کی ایک علامت ہے اور اسی حوالہ سے یہ خلافت کی روحانی بادشاہت کا ایک نشان بھی ہے وگرنہ صرف ظاہری طور پر پگڑی کا پہننا تو کوئی ایسی غیر معمولی یا بطور خاص قابل ذکر بات نہیں۔

اس رؤیا کا دوسرا حصہ بھی بہت قابل توجہ ہے کہ ایک شخص نے کہا ''وہ بادشاہ آیا'' جبکہ دوسرے نے کہا کہ ''ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے'' پہلا فقرہ ماضی کے صیغہ میں ہے جبکہ دوسرا فقرہ مستقبل سے تعلق رکھتا ہے۔ الحمد للہ کہ ہم سب نے پہلے فقرہ کا ظہور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ایک نجیب الطرفین بابرکت وجود کو عالم روحانیت کی بادشاہت کے منصب پر فائز کیا گیا۔ وہ وجود جس کے لئے یہ تاج خلافت مقدر تھا وہ اس شان سے ظاہر ہوا کہ ہر ایک نے یہ محسوس کیا کہ وہ بادشاہ آگیا۔

دوسرا فقرہ کہ ''ابھی اس نے قاضی بننا ہے'' مستقبل سے تعلق رکھتا ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ کچھ امور ایسے ہیں جو رفتہ رفتہ اپنے وقت مقررہ پر ظاہر ہوں گے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قاضی کی جو تشریح فرمائی ہے اس میں تائید حق کرنے اور باطل کو رد کرنے کے معانی بیان فرمائے ہیں۔ یہ دونوں معانی بہت ہی پر معارف اور وسیع مطالب پر مشتمل ہیں جن کا تعلق آیت استخلاف میں بیان کردہ برکات خلافت سے بہت واضح نظر آتا ہے۔ یوں دکھائی دیتا ہے کہ یہ باتیں وہ ہیں جو اس وقت پردۂ غیب میں ہیں اور اپنے وقت پر بڑی شان سے جلوہ گر ہوں گی۔ اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہوں گی انشاءاللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں کا پر شوکت ظہور دیکھنا نصیب کرے آمین۔

دوسری بات:۔

مندرجہ بالا رؤیا جنوری ۱۹۰۷ء کا تھا اور عجیب اتفاق ہے کہ اسی سال 1907 کے دسمبر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک الہام ہوتا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

''انی معک یا مسرور''

کہ اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں۔ اس الہام الٰہی میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو ''مسرور'' کا الہامی نام عطا ہوا اور ساتھ ہی یہ الہام بھی ہوا کہ ''میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ میں تیرے بوجھ اٹھاؤں گا'' یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ ان الہامات کے ساتھ یہ الہام بھی ہوا کہ ''میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں'' اس میں یہ بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا وعدہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات یا آپ کے وجود اور آپ کے زمانہ تک محدود نہیں بلکہ اس تائید و نصرت کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اس بشارت میں اور بھی بہت سے پیارے وجود شامل ہوں گے۔ پھر ان الہامات کے ساتھ ایک یہ الہام بھی شامل ہے کہ

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ

کہ ہم عنقریب ان کو نشانات دکھلائیں گے گردونواح میں اور خود ان میں ''ان کو'' کے الفاظ میں ایک بار پھر یہ بات دوہرائی گئی ہے کہ نصرت خداوندی کا وعدہ ایک فرد سے نہیں بلکہ افراد سے متعلق ہے اور اسی طرح نشانات کے ظہور کا زمانہ بھی مختلف زمانوں پر محیط ہوگا۔

ان آخری دو الہامات پر یکجا نظر کرنے سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت جس کا پہلے الہام میں ذکر ہے اس کا ثبوت وہ نشانات ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر گردونواح میں اور خود ان لوگوں میں دکھائے گی۔ اس سے یہ بھی پتہ لگا کہ تائید و نصرت الٰہی کے ظاہر ہونے والے نشانات آفاقی بھی ہوں گے اور زمینی بھی اور ان کا دائرہ بھی غیر معمولی طور پر وسیع ہوگا۔ ظاہر ہے کہ تائیدات الٰہی کے ان نشانوں کے ظہور سے دین کو غیر معمولی ترقی اور تمکنت نصیب ہوگی اور وجودوں کے ذریعہ جن کو حدیث میں رجال کے نام سے یاد کیا گیا ہے جب یہ خدائی نشانات ظاہر ہوں گے تو مومنین کے لئے بے حد تسکین اور خوشی کے سامان ہوں گے۔ اسی حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہامی نام مسرور عطا ہوا اور خدا تعالیٰ کی تقدیر نے اسی مسیح محمدی کی نسل اور ذرّیت میں سے ایک مقدس فرد کا نام بھی مسرور رکھوا دیا جس نے ایک دن اس روحانی مسرور وجود کا خلیفہ بن کر ان الہامات کا مظہر بننا تھا۔ یہ ایک لطیف اشارہ ہے جو مومنین کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے۔

تیسری بات:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بارہا اس مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ تاریخ احمدیت کے بہت سے واقعات سو سال کے بعد پھر دوہرائے جاتے رہے ہیں۔ اس تناظر میں تذکرہ میں 1903ء کی ذیل میں مذکور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کشفی نظارہ بھی بہت قابل توجہ ہے جس میں ذکر ہے کہ

''ایک دفعہ ہم نے عالم کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا کہ ''اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں'' (تذکرہ صفحہ ۴۸۷)

ظاہری الفاظ کے لحاظ سے یہی مفہوم ذہن

میں آتا ہے کہ اس کا تعلق حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی ذات سے ہے اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت اور خلافت کا اشارہ ہے لیکن اہل دانش اور اصحاب معرفت پر یہ امر روشن ہے کہ وعدے کبھی تو موعود شخص ہی کی ذات میں اور کبھی اس کی اولاد یا اتباع اور خلفاء کے وجود میں بھی پورے ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے جب حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے بیٹے حضرت مرزا منصور احمد صاحب رحمہ اللہ کا وصال ہوا تو اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲ دسمبر ۱۹۹۷ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ میرا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ یہ کشف حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ پر نہیں بلکہ ان کے بیٹے حضرت مرزا منصور احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر صادق آتا ہے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ واقعات نے اس اندازہ کو بڑی عمدگی سے ثابت کر دیا ہے کیونکہ حضرت مرزا منصور احمد صاحب رحمہ اللہ کو ۴۵ بار ربوہ میں خلیفۂ وقت کی غیر حاضری میں امیر مقامی کے طور پر نیابت کرنے کا شرف حاصل ہوا اور پھر مزید یہ کہ خلافت رابعہ کے دوران تو آپ کو مسلسل ۱۴ سال تک امیر مقامی رہنے کا غیر معمولی اعزاز حاصل ہوا۔ یہ واقعہ اس سے پہلے کبھی تاریخ احمدیت میں نہیں ہوا۔

عجیب ایمان افروز بات یہ ہے کہ اس قدر زور سے یہ مضمون بیان کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور پر معرفت بات یہ بیان فرمائی یا یوں کہنا بہتر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے آپ کی زبان مبارک سے یہ بات نکلوائی جو بعد میں ایک سچی اور ایمان افروز حقیقت بننے والی تھی۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ کے آخر میں فرمایا:۔

"اب جبکہ میں نے ان کی جگہ ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی ان کے صاحبزادے مرزا مسرور احمد صاحب کو بنایا ہے تو میرا اس الہام کی طرف بھی دھیان پھرا کہ گویا آپ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ میری جگہ بیٹھ"

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۳۰ جنوری ۹۸ء)

نیز خطبہ جمعہ کے بالکل آخر میں مزید فرمایا:

"میں ساری جماعت کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے لئے دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور بعد میں مرزا مسرور احمد صاحب کے متعلق بھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحیح جانشین بنائے۔ "تو ہماری جگہ بیٹھ" کا مضمون پوری طرح ان پر صادق آئے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ خود ان کی حفاظت فرمائے اور ان کی اعانت فرمائے"

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۳۰ جنوری ۹۸ء)

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر نے یہ الفاظ ایک تصرف خاص سے آپ کی زبان مبارک پر جاری فرمائے جن میں یہ واضح اشارہ پایا جاتا ہے کہ "اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں" کے حقیقی مضمون کا پورا اطلاق انشاء اللہ اپنے وقت پر حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے ذریعہ ہونے والا ہے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر خاص سے اپنے وقت موعود پر خلافت احمدیہ کی مسند پر جلوہ گر ہوئے اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت اور خلافت کے بلند منصب پر فائز ہوئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس پیشگوئی کا نہایت ایمان افروز ظہور آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام لیکر صرف یہی دعا ہی نہیں دی کہ خدا ان کو صحیح جانشین بنائے جن پر ان الفاظ کا مضمون پوری طرح صادق آئے بلکہ آخر میں تو یوں لگتا ہے کہ "ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز" کا ترجمہ بھی اردو میں بیان کر دیا ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ۔

باتیں تو بہت سی ہیں لیکن آخر میں ایک اور بات کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ وہ بعض مواقع پر اپنے پیارے بندوں کی زبان پر ایسی بات جاری فرما دیتا ہے جو اپنے وقت پر ایک عظیم الشان اور ایمان افروز نشان بن کر ظاہر ہوتی ہے۔ دراصل وہ وقت ایک خاص وقت اجابت ہوتا ہے جس میں دعا کے شیریں ثمرات عطا ہوتے ہیں۔ الحمد للہ کہ ایسی مثالیں تاریخ احمدیت میں بڑی کثرت سے ملتی ہیں۔ ایک مثال آپ ابھی مطالعہ کر چکے ہیں۔ دو اور مثالیں اس جگہ عرض کرنا چاہتا ہوں جن کا تعلق خلافت رابعہ اور خلافت خامسہ سے ہے۔

۷ر فروری ۱۹۲۱ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ کے ساتھ مسجد مبارک قادیان میں پڑھا گیا۔ نکاح کا اعلان حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ نے کیا اور موقعہ کی مناسبت سے ایک نہایت لطیف اور دلکش خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔ اس کے آخر میں آپ نے فرمایا:

"میں بوڑھا ہوں، میں چلا جاؤں گا مگر میرا ایمان ہے کہ جس طرح پہلے سیدہ سے خادم دین پیدا ہوئے اسی طرح اس سے بھی خادم دین ہی پیدا ہوں گے۔ یہ مجھے یقین ہے جو لوگ زندہ ہوں گے وہ دیکھیں گے" (الفضل ۱۴ فروری ۱۹۲۱)

سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے ان الفاظ کو کس عظمت اور شان سے پورا فرمایا۔ اس مقدس شادی کے نتیجہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جیسا مقدس انسان اور تاریخ ساز وجود پیدا ہوا جس کا رواں رواں خدمت دین کیلئے ہر آن وقف تھا۔ "خادم دین" کے الفاظ کس عمدگی اور شان سے اس پر صادق آتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ

خدمت دین کا پیکر تھا وہ اک بطلِ جلیل
گامزن نت نئی راہوں پہ سدا رہتا تھا

یہ ایک ایسا مضمون ہے جس کی تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں زمانہ اس پیارے وجود کو ہمیشہ یاد رکھے گا اور تاریخ اسکی شاندار خدمات کو سنہری حروف میں خراج عقیدت پیش کرتی رہے گی۔

اسی نوعیت کی ایک اور ایمان افروز تجلی کا تعلق خلافت خامسہ سے ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تیسرے بیٹے حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کا نکاح ۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء (بمطابق ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۲۴ ہجری قمری۔ یعنی اس وقت سے پورے ایک سو سال قبل) بعد نماز عصر قادیان کے نئے مہمان خانہ کے اوپر دارالبرکات کے صحن میں ہوا۔ اس تقریب میں مسیحائے زماں سیدنا حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قادیان میں موجود صحابہ کرام کثیر تعداد میں شامل تھے۔ نکاح کا اعلان حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اور اس موقعہ کی مناسبت سے ایک لطیف اور پر معارف خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ میں آپ نے فرمایا:۔

"ہماری خوش قسمتی ہے کہ خدا نے ہمارے امام کو بھی آدم کہا ہے اور وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَاءً کی آیت ظاہر کرتی ہے کہ اس آدم کی اولاد بھی دنیا میں اسی طرح پھیلنے والی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ بڑے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے تعلقات اس آدم کے ساتھ پیدا ہوں کیونکہ اس کی اولاد میں اس قسم کے رجال اور نساء پیدا ہونے والے ہیں جو خدا تعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہو کر اس کے مکالمات سے مشرف ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ"

(الحکم جلد ۱۰ نمبر ۴۶ نیز خطبات نور صفحہ ۲۴۰)

یہ الفاظ اور انداز بیان ایسا ہے جو صاف بتا رہا ہے کہ یہ بات آپ کے دل میں ڈالی گئی اور آپ نے بھی ایک خاص جذبہ عشق کے ساتھ یقین بھرے دل سے اس کا ذکر فرمایا جبکہ سیدنا حضرت امام الزماں، مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بنفس نفیس اس مجلس میں رونق افروز تھے۔ اس طرح گویا اس بات کو تقریری حدیث کے انداز میں مسیح پاک علیہ السلام کی تائید اور تصدیق بھی حاصل ہوئی اور آپ کی دعائے مستجاب بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئی۔ یہ بات صرف زبانی ہی نہیں ہوئی بلکہ چند دنوں بعد جماعت کے اخبارات میں شائع بھی ہو گئی۔

شاید کسی کو یہ خیال گزرے کہ یہ بات تو ایک عمومی رنگ رکھتی ہے اور اس کا اطلاق مسیح موعود علیہ السلام کے کسی فرزند کی اولاد در اولاد پر بھی ہو سکتا ہے۔ اس سے ہرگز انکار نہیں کہ برکت کا یہ دائرہ ساری اولاد پر محیط سمجھا جا سکتا ہے اور اس میں کوئی امر مانع نہیں اور الحمد للہ کہ برکتوں کا یہ سایہ سارے خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کو (ایک عمومی رنگ میں) اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ اور کون ہے جو خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کی حد بست کر سکے یا اسے محدود قرار دے سکے۔ لیکن یہ بات ضرور قابل غور ہے کہ یہ بات کسی اور موقع پر یا کسی اور بیٹے کے نکاح کے موقعہ پر نہیں کہی گئی بلکہ ایک خاص موقعہ پر جو حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے نکاح کا موقعہ تھا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے اس موقع پر اس کا ذکر ہوا اور بڑی صراحت اور قطعیت کے ساتھ ذکر ہوا۔ یہ امر صاف ظاہر کرتا ہے کہ جن مقدس وجودوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ ان میں سے کچھ ضرور اسی نکاح کے نتیجہ میں جاری ہونے والی نسلوں میں سے ہوں گے۔ اگر کوئی اس ذکر کو محض اتفاق کا نتیجہ قرار دے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ حسن اتفاق بھی اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر اور اس کے تصرف خاص کے تابع نظر آتا ہے۔

اس ارشاد کے یہ الفاظ بہت ہی معنی خیز ہیں کہ "خدا تعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہو کر اس کے مکالمات سے مشرف ہوں گے" یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ انتخاب کوئی معمولی انتخاب نہیں ہوگا بلکہ کوئی ایسا انتخاب ہے جو غیر معمولی نوعیت اور عظمت کا حامل ہے اور جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سے مکالمات کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ لاریب یہ الفاظ بہت واضح طور پر انتخاب خلافت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہم نے اس آسمانی بشارت کو اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتا دیکھ لیا ہے۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حضور خاص طور پر منتخب فرما کر خلافت خامسہ کی خلعت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کا یہ پانچواں دور بہت بہت مبارک کرے۔ غیر معمولی برکات اور ترقیات عطا فرمائے اور ہم سب کو پوری وفاداری اور جانثاری سے خدمت دین کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بدر میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

شیخ عجم

حضرت سید علاّمہ عبداللطیف شہید رضی اللہ عنہ

تاریخ شہادت ۱۴؍ جولائی ۱۹۰۳ء

(شیخ مجاہد احمد مبلغ سلسلہ متعلم بنارس ہندو یونیورسٹی)

''شہادت'' خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان انعام ہے جس کا دروازہ اللہ کی اطاعت اور اطاعت رسولؐ سے اُمتِ محمدیہ پر کھولا گیا ہے اُمت محمدیہ کے ہزاروں ہزار افراد اس دروازے سے ابدی اور لافانی زندگی کو حاصل کر چکے ہیں اور خدا تعالیٰ کی رضا کے وارث ہوئے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اس مضمون میں ایک عظیم شہیدؓ کے واقعہ شہادت کا تذکرہ مقصود ہے۔ جس کا تذکرہ جتنی بار اور جس رنگ میں کیا جائے بابرکت ہے ۔ میری مراد کانِ صدق و صفاء مقتدائے احمدی شہداء شہید افغانستان حضرت سید عبداللطیف شہیدؓ سے ہے۔

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کا امام بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور آپ کو ایسے جانثار صحابی عطا فرمائے جنہوں نے آپ کی صحبت تعلیم و انفاخ قدسیہ سے فیضیاب ہو کر اپنی عزتیں اپنی جائیدادیں اپنے اہل و عیال یہاں تک کہ اپنی جان عزیز کو بھی بغیر کسی لمحہ کے پس پیش کے قربان کر دیا حضرت شہزادہ عبد اللطیف صاحبؓ انہیں صحابہ کی جماعت میں سرفہرست ہیں۔

امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے متعلق ان الفاظ میں رحمتیں و برکتیں بھیجی ہیں فرمایا

''اے عبد اللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔ جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۸ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۰)

پیدائش و خاندانی تعارف

حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ موضع سید گاہ علاقہ خوست کے رئیس اعظم نامور عالم ربانی اور صاحب کشف و الہام بزرگ تھے آپ کا شجرہ نسب حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۰۹ء تا ۱۰۷۲ء) مدفون لاہور کے واسطہ سے حضرت زید بن حضرت امام حسن بن امیر المومنین سیدنا حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام تک پہنچتا ہے آپ کا خاندان افغانستان کے معزز ترین خاندانوں میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کی ابتدائی زندگی شاہانہ ناز و نعم میں گزری ابتدائی تعلیم خوست میں ہوئی۔ پھر پشاور میں کئی سال تک تحصیل علم کی خاطر رہے علمی پیاس مزید بڑھی تو حصول علم کیلئے ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ آپ کے شاگرد رشید سید احمد نور کابلیؓ بیان کرتے ہیں۔

''آپ نے تعلیم ہندوستان میں حاصل کی تھی تمام علوم مروجہ کے عالم تھے۔ ہر وقت قرآن شریف اور احادیث کا درس آپ کے یہاں جاری تھا۔ کئی ہزار حدیثیں آپ کو از بریاد تھیں۔ (بحوالہ شہید مرحوم کے چشم دید واقعات مصنفہ سید احمد نور کابلی صفحہ ۴)

ہندوستان سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد جب وطن تشریف لے گئے تو آپ کے علمی و دینی تبحر کا شہرہ امیر افغانستان عبد الرحمن خان (۱۸۴۴ء۔۱۹۰۱ء) کے کانوں تک پہنچا تو اس نے آپکو دربار شاہی میں بلوا کر خلعت فاخرہ سے نوازا۔ اور باصرار اپنا مذہبی مشیر بنالیا۔ نیز اپنے ولی عہد (حبیب اللہ خاں کا اتالیق بھی مقرر کیا

رتبہ عالی

حضرت شہزادہ عبد اللطیف شہیدؓ کو اللہ تعالیٰ نے دینی و دنیاوی اعلیٰ مقام میں فائز کیا تھا۔ آپ صاحب کشف و الہام بزرگ عالم باعمل تھے چنانچہ سید نور احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چشم دید میں لکھا ہے۔

''سید مرحوم کو الہام بکثرت صحیح کشف بھی ہوتے تھے۔ ایک روز مہمان خانہ (قادیان) میں سوئے ہوئے تھے کہ یکلخت اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ مجھ پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم چادر کی مانند بچھائے گئے اور ایسے اندر گھسے کہ بالکل جدا نہیں ہو سکتے تھے اور یہ الہام ہوا کہ جِسْمُہٗ مُنَوَّرٌ مُعَطَّرٌ یُضِیْ کَاللُّؤْلُؤِ الْمَکْنُوْنِ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ اور یہ بھی کہا کہ یہ نور ہمارے اختیار میں ہے۔

(کتابچہ صفحہ ۸ حوالہ گذشتہ)

دنیاوی لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلند و بالا عالی مقام پر فائز فرمایا تھا۔ چنانچہ والی افغانستان آپکو باصرار کابل لایا اور وہاں آپ کا درس مرزا محمد حسین خان جو امیر عبد الرحمن خاں کی طرف سے کابل کا گورنر تھا کی مسجد میں ہوا کرتا تھا۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچی ہوئی تھی۔ ان میں سید احمد نور کابلی، مولوی عبد الرحمن شہید، سید عبد الستار شاہ صاحب جیسے بزرگ آپ کے تلامذہ خاص تھے۔ ہزاروں عقیدت مند افغانستان میں پھیلے ہوئے تھے دربار شاہی میں آپ کی بڑی قدر و منزلت تھی چنانچہ امیر کابل کے دربار میں دائیں طرف پہلی کرسی آپ ہی کی ہوا کرتی تھی امیر عبد الرحمن خاں کے عہد میں ہندوستان اور افغانستان کی سرحدات کی حد بندی کے لئے کمیشن مقرر ہوا تو امیر افغانستان کی طرف سے مقررہ ممبران میں حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب رئیس اعظم آف خوست بھی ممبر کمیشن تھے۔ اس کمیشن نے ۲۹؍ مئی ۱۸۹۴ء سے ۳ ستمبر ۱۸۹۴ء تک حد بندی کا کام مکمل کیا اور موجودہ ڈورنڈ لائن جو آج بھی پاکستان اور افغانستان کی حد فاصل ہے قائم ہوئی۔

اخبار وطن ۲۸ اگست ۱۹۰۳ء میں آپ کے منصب کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ ''اور ایک ہزار روپیہ آپ کو پنشن ملتی تھی اور خاص کابل میں امیر صاحب نے اُن کو ایک جید عالم ہونے کی وجہ سے افسر عطا مقرر کیا تھا''

(بحوالہ تاریخ احمدیت صفحہ ۳۴۶)

احمدیت سے تعارف

ڈیورنڈ لائن کی حد بندی کے موقعہ پر جبکہ آپ امیر عبد الرحمن خاں والی کابل کی طرف سے بطور نمائندہ شامل تھے تو آپ کی ملاقات پشاور کے ایک احمدی سید چن بادشاہ صاحب سے بھی ہوئی جو بطور محرر اس کمیشن میں تھے دورانِ گفتگو حضرت احمد جری اللہ کا ذکر آیا اس واقعہ کو مکرم قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے اپنی کتاب شہداء الحق صفحہ ۴۴ پر ان الفاظ میں درج کیا ہے۔

''انہی ایام میں ایک سید چن بادشاہ صاحب بھی بطور محرر اُس کمیشن میں تھے کسی وقت بدورانِ گفتگو مختلفہ حضرت احمد جری اللہ کے ظہور و بعثت و دعویٰ کا تذکرہ درمیان میں آیا اور سید عبد اللطیف نے نہایت شوق سے یہ ذکر سنا اور مزید حالات معلوم کرنے کی غرض سے اُن کی کوئی تصنیف دیکھنے کی خواہش ظاہر کی اور سید چن بادشاہ نے آئینہ کمالات اسلام یا دافع الوساوس مصنفہ حضرت مسیح موعود بغرض مطالعہ پیش کی اور اس طرح افغانستان کے ایک درخشندہ گوہر کو احمدیت کا پیغام مل گیا۔

پروانہ بہ سوئے شمع

آپ کے قادیان دارالامان پہنچنے کے واقعہ کی تقریب مکرم قاضی محمد یوسف مرحوم کی تحقیق کے مطابق اس طرح پیدا ہوئی کہ:۔

حضرت شہید مرحوم نے جس زمانہ میں کتاب آئینہ کمالات اسلام پڑھی اس کے بعد حضرت ملا عبد الرحمن شہیدؓ اور مولوی عبد الجلیل صاحب اور حضرت ملا عبد الستار عرف ملا بزرگ کو وقتاً فوقتاً قادیان دارالامان بحضور حضرت مسیح موعودؑ بھیجتے رہے تا کہ علم و معرفت میں مزید ترقی ہو۔ جس وقت امیر حبیب اللہ خاں نے زمام حکومت سنبھال لی تو حضرت شہید مرحوم نے اجازت سفر حج بیت اللہ طلب کی امیر موصوف نے بخوشی اجازت دے دی اور انعام و اکرام سے رخصت کیا آپ کابل سے خوست اکتوبر ۱۹۰۲ء تک وارد لاہور ہوئے لاہور میں ان کو معلوم ہوا کہ طاعون کی کثرت نے حجاج پر شرائط کی قیود لگادی ہیں ...... اس واسطے آپ نے حج کو کسی اور وقت پر ملتوی کر کے قادیان دارالامان جانے کا ارادہ کر لیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شرف ملاقات حاصل کیا''۔

(شہداء الحق صفحہ ۴۰۔۴۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شہزادہ صاحب سے ملاقات کا ذکر اس طرح فرمایا ہے ۔

''جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوتا ہے ایسا ہی میں نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا''

(تذکرۃ الشہادتین تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)

دورانِ قیام قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ آپ سیر کیلئے جاتے اور واپسی پر اپنے کپڑے گرد و غبار سے صاف نہ کرتے جب تک اندازہ نہ لگا لیتے کہ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کپڑے جھاڑ لئے ہوں گے شہید کھانا کم کھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں وہ شور و غوغا سنتا ہوں اور لوگ سنیں تو وہ بھی کھانا نہ کھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت صالحہ میں شہید مرحوم کے حالات لطیف سے لطیف تر ہوتے چلے گئے سید نور احمد کابلیؓ فرماتے ہیں کہ:۔

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کو تشریف لے جارہے تھے اور شہید مرحوم اور چند ایک آدمی اور بھی ساتھ تھے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر سے واپس گھر چلے آئے تو شہید مرحوم نے ہمیں مہمانخانہ میں آکر اور مخاطب ہو کر فرمایا۔ ایک عجیب واقعہ ہوا ہے جنت سے ایک حور اچھے خوبصورت لباس میں میرے سامنے آئی اور کہا کہ آپ میری طرف بھی دیکھیں میں نے کہا کہ جب تک مسیح موعود علیہ السلام میرے ساتھ ہیں ۔ ان کو چھوڑ کر تیری طرف میں نہیں دیکھوں گا تب وہ روتی ہوئی واپس چلی گئی۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات صفحہ ۹)

وطن کو واپسی

شہید مرحوم چونکہ امیر کابل سے حج کے ارادہ سے رخصت لیکر آئے تھے اس لئے آپ نے واپسی کا ارادہ کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اجازت طلب کی ''حضرت نے فرمایا

کہ جب آپ کو دوسرے سال حج کیلئے جانا ہے تو آپ یہیں ٹھہر جاویں۔ پھر آئندہ سال حج کو روانہ ہو جانا بعد میں گھر چلے جانا شہید مرحوم نے عرض کیا کہ نہیں حج کے لئے پھر آجاؤں گا۔

حضرت شہید مرحوم روانہ ہوئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کچھ لوگ قریباً ڈیڑھ میل تک چھوڑنے کیلئے گئے۔ جب رخصت ہونے لگے تو شہید مرحوم مٹی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں گرنے اور دونوں ہاتھوں سے قدم پکڑے اور عرض کیا کہ میرے لئے دعا فرمائیں۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ اچھا تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔ تم میرے پاؤں کو چھوڑ دو۔ انہوں نے پاؤں نہ چھوڑنے پر اصرار کیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ چھوڑ دو تب شہید مرحوم نے پاؤں چھوڑے۔ حضرت صاحب واپس چلے آئے۔

(چشمدید واقعات صفحہ ۱۰)

صبر واستقامت

شہید مرحوم جنوری ۱۹۰۳ء کے آخر میں قادیان سے واپس کابل روانہ ہوئے لاہور گمٹی والی مسجد میں قیام کرتے ہوئے آپ براستہ کوہاٹ بنو کی سرحد پار کر کے اپنے گاؤں پہنچے۔ قیام لاہور میں آپ کو دو الہام کثرت سے ہوتے رہے (۱) اذھب الی فرعون (یعنی فرعون کی طرف جا) ۲۔ سر بدہ سر بدہ (سر دے دو سر دے دو)

گاؤں پہنچتے ہی بذریعہ خط بادشاہ کو اطلاع کردی اور سردار نصر اللہ خاں کا ہتھکنڈہ ایسا کامیاب ہوا کہ بادشاہ نے اپنے اس باخدا بزرگ اتالیق کی جس نے اس کی دستار بندی بھی کی تھی گرفتاری کے احکام جاری کر دئیے۔

ادھر یہ واقعہ رونما ہوا جو آپ کے منصب روحانی کی نشاندہی کرتا ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو مخاطب کر کے آپؓ نے فرمایا ''اے میرے ہاتھو! کیا تم ہتھکڑیوں کو برداشت کرلوگے'' اس پر گھر کے افراد اور شاگردوں نے پوچھا'' آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں تو فرمایا کچھ توقف کرو۔ عصر کی نماز کے بعد تمہیں اس کا جواب مل جائیگا''۔ چنانچہ آپ جب نماز عصر کیلئے مسجد میں تشریف لائے تو ساتھ ہی بادشاہ کے سپاہی بھی مسجد کے اندر داخل ہوئے اور آپ کو گرفتار کر کے ہتھکڑیاں پہنادیں۔ گرفتاری کے بعد آپ کو امیر کے حکم سے ارک شاہی میں رکھا گیا اور زنجیر غرغراب لگائی گئی۔ یہ زنجیر ایک من ۲۴ سیر وزن کی تھی اور ہتھکڑیاں بھی اس میں شامل تھیں پاؤں میں آٹھ سیر وزنی لوہے کی بیڑیاں پہنائی گئیں اور مرحوم کو چار ماہ تک قید کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا لیکن آپ کے پائے ثبات میں فرق نہ آیا۔

اور امیر کئی بار آپ سے مل کر ملاؤں کے اعتراضات پیش کرتا جن کے آپ کافی و شافی جواب دیتے۔ جب وہ آپ سے امام وقت سے رشتہ منقطع کرنے کو کہتا تو آپ فرماتے ''میں صاحب علم ہوں اور حق و باطل کی شناخت کرنے کی خدا نے مجھے قوت عطا کی ہے۔ میں نے پوری تحقیق سے معلوم کرلیا ہے کہ یہ شخص در حقیقت مسیح موعود ہے'' قید و بند کے تمام ایام میں آپ کا صرف ایک رفیق تھا اور وہ تھا کلام پاک جس کی تلاوت کرنا آپ کا شب و روز کا معمول تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف تذکرۃ الشہادتین میں لکھتے ہیں کہ:۔

''پھر اس کے بعد مولوی صاحب مرحوم چار مہینہ قید میں رہے اور اس عرصہ میں کئی دفعہ امیر کی طرف سے فہمائش ہوئی کہ اگر تم اس خیال سے توبہ کرو کہ قادیانی درحقیقت مسیح موعود ہے تو تمہیں رہائی دی جائیگی مگر ہر ایک مرتبہ انہوں نے یہی جواب دیا کہ میں صاحب علم ہوں اور حق و باطل کی شناخت کرنے کی خداتعالیٰ نے مجھے قوت عطا کی ہے۔ نہ ایک دفعہ بلکہ قید ہونے کی حالت میں بارہا یہی جواب دیا اور یہ قید انگریزی قید کی طرح نہیں تھی جس میں انسانی کمزوری کا کچھ کچھ لحاظ رکھا جاتا ہے بلکہ ایک قید سخت تھی جسکو انسان موت سے بدتر سمجھتا ہے۔ اس لئے لوگوں نے شہید موصوف کی اس استقامت اور استقلال کو نہایت تعجب سے دیکھا۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۹۔۵۰)

روانگی سوئے مقتل اور آپ کی شہادت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف خطوط اور متفرق آدمیوں کے بیانات سے جو موقعہ کے گواہ تھے اس واقعہ کو یوں درج کیا ہے:۔

''جب شہید مرحوم نے ہر ایک مرتبہ توبہ کرنے کی فہمائش سے توبہ کرنے سے انکار کیا تو امیر نے اُن سے مایوس ہو کر اپنے ہاتھ سے ایک لمبا چوڑا کاغذ لکھا کہ ایسے کافر کی سنگسار کرنا سزا ہے تب وہ فتویٰ اخوند زادہ مرحوم کے گلے میں لٹکا دیا گیا اور پھر امیر نے حکم دیا کہ شہید مرحوم کی ناک میں چھید کر کے اس میں رسی ڈال دی جائے اور اسی رسی سے شہید مرحوم کو مقتل یعنی سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس ظالم امیر کے حکم سے ایسا ہی کیا گیا اور ناک کو چھید کر سخت عذاب کے ساتھ اس میں رسی ڈال دی گئی تب اس رسی کے ذریعہ شہید مرحوم کو نہایت ٹھٹھے۔ ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے اور امیر اپنے تمام مصاحبوں کے ساتھ اور مع قاضیوں مفتیوں اور دیگر اہلکاروں کے یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہوا مقتل تک پہنچا اور شہر کی ہزارہا مخلوق جن کا شمار کرنا مشکل ہے اس تماشہ کو دیکھنے کے لئے گئی جب مقتل پر پہنچے تو شہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا اور پھر اسی حالت میں جب کہ وہ کمر تک گاڑ دیئے گئے تھے امیر ان کے پاس گیا اور کہا کہ اگر تو قادیانی سے جو مسیح ہونے کا دعوی کرتا ہے توبہ کرتا ہے تو اب بھی میں تجھے بچالیتا ہوں اب تیرا آخری وقت ہے اور یہ آخری موقعہ ہے جو تجھے دیا جاتا ہے اور اپنی جان اور اپنے عیال پر رحم کر تب شہید مرحوم نے جواب دیا نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے اور جان کیا حقیقت ہے اور عیال و اطفال کیا چیز ہیں جن کے لئے میں ایمان کو چھوڑ دوں مجھ سے ایسا ہرگز نہ ہوگا اور میں حق کیلئے مروں گا تب قاضیوں اور فقیہوں نے شور مچایا کہ کافر ہے کافر ہے اس کو جلد سنگسار کرو...... تب ایسے دردناک حالت میں شہید مرحوم نے بار بار کہا کہ ''میں ایمان کو جان پر مقدم رکھتا ہوں'' تب امیر نے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر چلاؤ کہ تم نے کفر کا فتویٰ لگایا قاضی نے کہا کہ آپ بادشاہ وقت ہیں آپ چلادیں تب امیر نے جواب دیا کہ شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو اور تمہارا ہی فتویٰ ہے اس میں میرا کوئی دخل نہیں۔ تب قاضی نے گھوڑے سے اتر کر ایک پتھر چلایا جس پتھر سے شہید مرحوم کو زخم کاری لگا اور گردن جھک گئی پھر بعد اس کے بدقسمت امیر نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا پھر کیا تھا اس کی پیروی سے ہزاروں پتھر اس شہید پر پڑنے لگے اور کوئی حاضرین میں سے ایسا نہ تھا جس نے شہید مرحوم کی طرف پتھر نہ پھینکا ہو یہاں تک کہ کثرت پتھروں سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھ پتھروں کا جمع ہو گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ظلم ۱۴ جولائی 1903 کو وقوع آیا۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۸۶۔ تا ۸۷)

اسوۂ حسنہ

حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت آسمان کے نیچے ایک بے نظیر واقعہ ہے جری اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت الفاظ میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں حضور نے مختلف مقامات پر صاحبزادہ صاحب کیلئے جو نادر موتی جابجا تحریرات میں بکھیرے ہیں اُن میں حضور علیہ السلام کی شہزادہ صاحب سے محبت اور پیار کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے فرمایا:۔

''عبد اللطیف صاحب مقید تھے زنجیریں اُن کے ہاتھ پاؤں میں پڑی ہوئی تھیں۔ مقابلہ کرنے کی اُن کو طاقت نہ تھی اور بار بار جان بچانے کا موقعہ دیا جاتا تھا یہ اس قسم کی شہادت واقع ہوئی ہے کہ اس کی نظیر تیرہ سو سال میں ملنی محال ہے''۔ (ملفوظات جلد نمبر ۶ صفحہ ۲۳۳)

جماعت احمدیہ کو بڑے پیارے رنگ میں فرمایا:۔ صاحبزادہ عبد اللطیف کا واقعہ تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اس نے اپنے ایمان کا کیا نمونہ دکھایا ہے...... اس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔ عبد اللطیف کہنے کو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا'' (ملفوظات نمبر ۶ صفحہ ۲۵۵)

خدا کرے کہ ہم اور ہماری آئندہ نسلیں شہزادہ عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ کے پاک اسوہ کو ہمیشہ دل میں جگہ دیتی رہیں۔ اور آپ کی یاد سے دلوں کو پر یقین بناتے رہیں آمین۔

صدقہ۔ عقیقہ۔ قربانی

جملہ احباب جماعت احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ صحت مند بکرا صدقہ۔ عقیقہ و قربانی کروانے کیلئے کم از کم -/1800 (اٹھارہ صد) سے لیکر -/2000 (دو ہزار) روپے تک خرچ ہوتے ہیں۔ آئندہ جو احباب مرکز سلسلہ قادیان میں صدقہ۔ عقیقہ۔ قربانی کروانا چاہتے ہیں وہ کم از کم 2000/1800 تک روپے مرکز کو روانہ کریں۔ تا اُنکی خواہش کے مطابق صدقہ۔ عقیقہ و قربانی کا انتظام کروا کر مستحقین میں تقسیم کروایا جاسکے۔

(مرزا وسیم احمد۔ امیر جماعت احمدیہ قادیان)

دعائوں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072

SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

دورخلافت رابعہ سے متعلق

میری حسین یادیں

قسط:6

”میں بہت رویا
مجھے آپ بہت یاد آئے“

عبدالباری ملک، صدر جماعت احمدیہ بریڈفورڈ، یو.کے

میں آج بہت مختصر الفاظ میں اپنے انتہائی پیارے، شفیق اور محسن آقا کی مبارک زندگی اور آپ کے بیشمار احسانوں میں سے چند ایک کا ذکر کرنے کی کوشش کروں گا۔

خلافت سے پہلے مجھے آپ کو اس وقت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا جب آپ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے۔ ان دنوں جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں آپ کچھ عرصہ دارالرحمت غربی میں واقع لنگر نمبر۲ کے افسر کی حیثیت سے خدمات سر انجام دیتے تھے۔ آپ انتہائی محنتی، دعا گو، ہر چھوٹے سے چھوٹے کارکن کا خیال رکھنے والے، نظام جماعت کے سختی سے پابند، خلافت احمدیہ سے انتہادرجے کی عقیدت اور محبت رکھنے والے اور خلیفہ وقت کی اطاعت کا مثالی نمونہ تھے۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں آپ ہمہ وقت لنگر میں ڈیوٹی سرانجام دیتے اور عام کارکنان کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر مٹی کے برتنوں میں کھانا تناول فرماتے، افسر ہونے کے باوجود آپ عام کارکن کی طرح کام کرتے، کبھی دیگوں کا خود معائنہ فرمارہے ہیں تو کبھی تنوروں میں روٹیاں چیک کر رہے ہیں۔ نانبائیوں سے، آٹا گوندھنے والوں سے، پیڑھے کرنے والیوں سے، ڈیوٹی پر حاضر معاونین نے ہر ایک سے خود بات کرتے اور سارے کام کی خودنگرانی فرماتے۔

غرباء سے شفقت، ہمدردی اور ان کی مدد ساری عمر آپ کا خاص اصول رہا۔ ایک دفعہ نماز عصر کے بعد آپ اپنی زمینوں سے واپس پیدل ہی رحمت بازار میں واقعہ ہمارے کھاد کے گودام میں تشریف لائے اور میرے والد صاحب سے کہا کہ میں نے جلد گھر پہنچنا تھا کچھ لیٹ ہوگیا ہوں۔ آپ نے ہماری سائیکل لی اور میرے والد صاحب کو ساتھ لے کر ریلوے لائن کی طرف رحمت بازار کے راستے چل پڑے۔ راستے میں سب لوگ میاں صاحب کو سلام کرتے۔ ان میں وہ موچی بھی تھے جو رحمت بازار میں سڑک کے کنارے بیٹھے روزی کماتے تھے۔ میاں صاحب نے میرے والد صاحب سے پوچھا یہاں کل کتنے موچی ہیں۔ میرے والد صاحب نے تعداد بتائی تو آپ نے فرمایا کہ واپسی پر ان میں سے ہر ایک کو میری طرف سے کچھ رقم دے دینا۔ والد صاحب نے واپسی پر ہر ایک کو محترم میاں صاحب کی طرف سے جب رقم دی تو ان میں سے ایک کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہو گئے اور اس نے کہا کہ محترم میاں صاحب تو میرے لئے فرشتہ بن کر آئے ہیں۔ میری بیوی اگلے چند گھنٹوں میں بچے کو جنم دینے والی ہے اور گھر میں کھانے کو بھی کچھ نہیں ہے اور آج گاہک بھی کم ہی آئے ہیں۔

۱۹۸۴ء میں جب حضور ہجرت کر کے لندن تشریف لائے تو ہم حضور کا فلیٹ تیار کر رہے تھے۔ اوپر والی منزل سے خاکسار نے ایک صوفہ اٹھایا اور سیڑھیوں سے نیچے لے جارہا تھا کہ اچانک حضور انور سامنے سے آئے۔ خاکسار کو فرمایا کہ تمہیں تو آرتھرائٹس کی تکلیف ہے تم اکیلے کیوں وزن اٹھا رہے ہو اور ساتھ ہی ایک طرف سے حضور نے صوفے کو اٹھایا اور خاکسار کو پوچھا کہ کس کمرے میں لے کر جانا ہے۔ خاکسار نے بہت کوشش کی کہ حضور نہ اٹھائیں لیکن حضور نے نہ مانا اور ایک طرف سے حضور نے اور دوسری طرف سے خاکسار نے صوفہ اٹھایا اور حضور انور کے کمرے میں پہنچایا۔

۱۹۸۷ء میں دورہ یورپ کے موقع پر حضور انور نے انتہائی شفقت سے خاکسار کو بھی قافلے میں شامل ہونے کی اجازت دی۔ سوئٹزرلینڈ میں قیام کے دوران ایک شام محترم شیخ ناصر احمد صاحب نے حضور انور اور قافلہ کے اراکین کو اپنے گھر پر کھانے کی دعوت پر مدعو کیا۔ ان کے گھر پہنچنے پر حضور نے شیر محمد صاحب (جو حضور انور کے باورچی تھے) کو فرمایا کہ آپ صوفے پر میرے ساتھ بیٹھیں۔ ساری شام شیر محمد صاحب حضور انور کے ساتھ صوفے پر بیٹھے رہے اور کھانے کے دوران بھی ان کو یہ اعزاز ملا کہ وہ حضور کے ساتھ بیٹھے۔ شیر محمد صاحب پھولے نہیں سماتے تھے اور ہم سب کو ان پر رشک آرہا تھا۔

اس سفر کے دوران حضور انور نے زیورک کے نووا پارک ہوٹل میں پریس کانفرنس سے بھی خطاب فرمایا۔ پریس کانفرنس کے بعد جب ہم مسجد محمود واپس پہنچے تو دروازے پر حضور انور نے پرائیوٹ سیکریٹری محترم ہادی علی صاحب کو فرمایا کہ باری کو کہیں کہ اس پریس کانفرنس کا اردو ترجمہ کر دے۔ چنانچہ محترم مسعود جہلمی صاحب نے اپنا دفتر خاکسار کو دیدیا اور جہلمی صاحب اور محترم آفتاب احمد خان صاحب امیر یو.کے کے تعاون سے یہ کام شروع کر دیا۔ حضور انور کی انگریزی زبان کا معیار ماشاء اللہ بہت ہی اونچا اور اچھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انگریزی زبان میں ایسی لیاقت عطا فرمائی تھی کہ بڑے پڑھے لکھے اور عالم انگریز بھی تعریف کئے بغیر نہ رہتے تھے۔ پریس کانفرنس کا اردو ترجمہ کرنا خاصہ مشکل کام تھا اس لئے خاکسار رات کو بھی یہ کام کرتا تھا۔ ایک رات آدھی رات سے کافی دیر کے بعد اچانک دفتر کا دواز ہ کھلا۔ دیکھا تو میرے بہت ہی پیارے آقا تھے۔ فرمایا کہ تم ابھی سوئے نہیں۔ خاکسار نے عرض کیا حضور یہ کام ختم کو کر کے سوؤں گا۔ حضور نے خود ترجمہ ملاحظہ فرمایا اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا ماشاء اللہ اچھا کام کر رہے ہو۔ اس شاباشی سے میری تو عید ہوگئی۔

ایک سفر کے دوران خاکسار بھی قافلے میں شامل تھا اور ہم ہالینڈ میں نن سپیٹ میں تھے۔ ایک دن پرائیوٹ سیکریٹری صاحب نے مجھے کہا کہ حضور نے تمہیں یاد فرمایا ہے۔ میں فوراً حضور کی رہائش گاہ میں گیا اور دروازے پر سلام عرض کی۔ حضور انور نے فرمایا اندر آجاؤ۔ اندر داخل ہوا تو حضور نے فرمایا کہ ایک سائنس دان ملنے کیلئے آرہے ہیں۔ تم نے ہمیں اچھی طرح سے چائے کافی وغیرہ بنا کر دینی ہے۔ حضور نے خود خاکسار کو فریج میں کیک وغیرہ اور شیلف پر بسکٹ اور دوسری چیزیں دکھائیں۔ مہمان جب آگئے تو خاکسار نے سلیقے سے چائے کافی وغیرہ بنا کر کیک اور بسکٹ ساتھ پیش کئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم بھی اب بیٹھ جاؤ۔ خاکسار اس ملاقات کے دوران بیٹھا رہا۔ جب بلاقات ختم ہوئی تو حضور حسب معمول اس کو باہر تک رخصت کرنے گئے۔ مہمان کو رخصت کرنے کے بعد حضور اندر تشریف لائے اور خاکسار کو فرمایا کہ تم نے ماشاء اللہ بہت اچھی سروس دی اب تم بیٹھ کر کافی پیو میں برتن دھوتا ہوں۔ خاکسار نے عرض کی کہ حضور میں برتن دھولوں گا۔ حضور انور خود سنک کی طرف گئے اور برتن دھونے کیلئے اٹھائے۔ خاکسار نے حضور سے وہ برتن لے کر عرض کی کہ حضور یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ آپ برتن دھوئیں۔ یہ برتن آپ کا یہ خادم دھوئے گا۔ تب حضور نے فرمایا اچھا پھر تم برتن دھولو میں تمہارے لئے کافی بناتا ہوں۔ پیارے آقا نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کافی بنا کر اس میں سے ایک گھونٹ خود پیا اور پھر وہ کپ اور کیک خاکسار کو دیدیا اور خاکسار نے خوب مزے لے کر اس کافی کو پیا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے اتنا پیارا آقا ہمیں دیا۔

اس سفر کے دوران ایک دن ہم ہالینڈ میں پکنک کیلئے گئے۔ اس موقعہ پر حضور انور نے اپنے ہاتھوں سے شہد والی بہت میٹھی اور مزیدار کافی بنا کر سب کو پلائی۔ سفروں کے دوران جب کبھی کھانا ہوتا یا پکنک ہوتی حضور انور قافلے کے ممبران کو اور دوسرے خدام کو ہمیشہ خود اپنے مبارک ہاتھوں سے کھانا ڈال کر دیتے۔ یہ عجیب ماحول ہوتا تھا۔ حضور انور کو خوش دیکھ کر ہم سب کا دل خوشی سے اچھل اچھل جاتا اور ہم حضور انور کو قریب سے دیکھ دیکھ کر اپنے آپ کو دنیا کا سب سے خوش نصیب اور خوش قسمت ترین فرد سمجھتے اور اللہ کا شکر ادا کرتے کہ اس نے ہمیں یہ اعزاز دیا۔ الحمدللہ۔

دوروں کے دوران حضور جہاں سٹاف کو جیب خرچ کیلئے رقم دیتے وہاں قافلے کے دوسرے افراد کو بھی یہ رقم ملتی اور حضور کی طرف سے قافلے کے ہر ممبر کو خوبصورت تحفے بھی ملتے۔

خلیج کی پہلی جنگ کے دوران بریڈفورڈ میں بی.بی.سی.، آئی.ٹی.وی، اور دوسرے ٹی.وی. والے اور ریڈیو و اخبارات والے روزانہ خاکسار سے انٹرویو کے لئے آجاتے تھے۔ خاکسار قریباً روزانہ رہنمائی کیلئے حضور انور کو سیدھا فون کر دیتا تھا۔ لیکن حضور نے کبھی برا نہ منایا اور ہر موقع پر بڑے پیار سے رہنمائی فرمائی۔

ایک روز فون پر حضور نے ہدایات دیں۔ اس کے بعد خاکسار کہیں باہر چلا گیا۔ حضور انور نے محترم عیسیٰ صاحب کو فرمایا کہ باری کا فون ملاؤ۔ خاکسار جب ایک گھنٹے کے بعد واپس کام پر پہنچا تو یہ پیغام ملا کہ عیسیٰ صاحب کئی بار فون کر چکے ہیں۔ فوراً ان کو فون کیا تو انہوں نے بڑے غصہ میں کہا کہ کہاں بھاگ گئے تھے۔ حضور انور نے کئی بار یاد فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضور کو فون ملایا۔ حضور نے فرمایا مجھے بعد میں چند اور باتیں یاد آئی تھیں۔ انٹرویو میں یہ باتیں بھی کہنا۔ یہ باتیں اتنی اہم تھیں کہ بی.بی.سی. والوں نے خاکسار کے انٹرویو کے اس حصہ کو بار بار قومی اور بین الاقوامی چینل کی خبروں میں دکھایا۔

۲۰۰۱ء میں بریڈفورڈ میں اس ملک کی تاریخ کے بدترین فسادات ہوئے جن میں زیادہ تر پاکستانی نوجوان ملوث تھے۔ اس موقع پر خاکسار نے مقامی، ملکی اور بین الاقوامی ٹی.وی.، ریڈیو اور اخبارات کو ان گنت انٹرویو دئے۔ حضور انور سے کسی دوست نے ایم.ٹی.اے. پر فرنچ ملاقات پروگرام میں اور خدام کی مجلس سوال و جواب میں بریڈفورڈ فسادات کے متعلق سوال پوچھا تو حضور انور نے انتہائی شفقت سے خاکسار کے انٹرویو کا ذکر فرمایا اور تعریف فرمائی۔ بعد میں جب خاکسار نے تفصیلی رپورٹ حضور انور کی خدمت میں بھجوائی تو حضور انور نے خط کے جواب میں اظہار خوشنودی فرمایا اور دعائیں دیں۔

۱۹۹۰ء میں خاکسار حضور کے دورہ جرمنی کے دوران حضور انور کے قافلے کا ممبر تھا اور ہم فرینکفورٹ میں تھے۔ رات کو دیر سے بریڈفورڈ سے فون آیا کہ ایک ٹریفک کے حادثہ میں خاکسار کے والد اور والدہ زخمی ہو گئے ہیں۔ چنانچہ گھبراہٹ سے اسی وقت حضور انور کی خدمت اقدس میں دعا کی درخواست کی۔ حضور نے خاص طور پر تسلی دی۔ رات ہمارا قیام مسجد نور سے کچھ فاصلے پر تھا اس لئے نماز فجر کیلئے مسجد نور نہ جا سکے۔ بعد میں دوستوں نے بتایا

کہ جب پیارے آقا نماز فجر کیلئے مسجد میں تشریف لائے تو سب سے پہلے یہ پوچھا کہ باری کہاں ہے اور اس کے والدین کا کیا حال ہے۔ اللہ اللہ کیا ہی شفیق وجود تھے ہمارے پیارے آقا۔ اللہ تعالیٰ ہر لحظہ ان کے درجات کو بلند سے بلند تر کرتا جائے۔ آمین ثم آمین۔

۱۹۹۱ء میں خاکسار کی والدہ صاحبہ کو ڈاکٹروں نے بتایا کہ وہ موٹر نیورون کے مرض میں مبتلاء ہیں۔ یہ ایک موذی اور تکلیف دہ مرض ہے جس میں تیزی سے مریض کے پٹھے کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ حضور انور نے خدام کی میراتھن واک کے موقع پر اسلام آباد میں خاکسار کو بلا کر حال پوچھا اور تسلی دی۔ اس کے بعد حضور ہر موقع پر والدہ کا حال پوچھتے اور دوائیں تجویز فرماتے۔ قادیان کے جلسہ سالانہ کے مبارک موقع پر بھی حضور انور نے خاص طور پر خاکسار کے والد صاحب سے والدہ صاحبہ کا حال پوچھا۔ ان کی بیماری کے دوران کئی بار ان کی حالت خراب ہوئی تو خاکسار نے فوراً گھبرا کر حضور کو فون کر دیا لیکن حضور انور نے ہمیشہ تسلی دی اور دعائیں کیں۔ جب ان کی حالت زیادہ تشویش ناک صورت اختیار کر گئی تو خاکسار نے حضور انور سے درخواست کی کہ والدہ صاحبہ کی خواہش ہے کہ حضور سے ملاقات کریں۔ پیارے حضور نے ہماری درخواست کو ازراہ شفقت قبول فرمایا اور ۲۹/اگست ۱۹۹۲ء کی شام خاکسار کی والدہ کو شرف ملاقات بخشنے کیلئے خود ہمارے گھر تشریف لائے اور کچھ وقت گزارا اور دعا کروائی۔ ہماری والدہ صاحبہ کی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔ باوجود شدید بیماری کے ان کی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔ وہ خوش کیوں نہ ہوتیں۔ ان کی تو مراد بر آئی تھی۔ پیارے آقا خود چل کر ان کے پاس تشریف لے آئے تھے۔ سبحان اللہ۔

اس ملاقات سے دو روز بعد یکم ستمبر کو خاکسار کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ اس موقع پر حضور انور نے اتنی شفقت کا برتاؤ فرمایا جس کی مثال نہیں ہے۔ روزانہ کئی بار خود فون کر کے انتظامات کے متعلق دریافت فرماتے اور بڑی شفقت کے ساتھ تسلیاں دیتے۔ اس مشکل وقت میں حضور انور کی شفقت ہمارے لئے انتہائی تسکین کا باعث بنی۔

۱۹۸۸ء میں جب حضور انور کی بار بار کی وارننگ اور دعاؤں کے بعد اس وقت کا فرعون جنرل ضیاء ایک فضائی حادثہ میں مارا گیا تو ہم گھر کے تمام افراد حضور انور سے ملاقات کیلئے حاضر ہوئے۔ ان دونوں خاکسار کے سسر محترم صوفی غلام احمد خان صاحب شدید علیل تھے اور ٹوٹنگ ہسپتال میں داخل تھے۔ ملاقات کے دوران حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا صوفی صاحب کو ضیاء کی موت کا بتایا ہے۔ ہم نے عرض کی کہ ان کو تو ہوش بھی نہیں ہے تو حضور انور نے فرمایا کہ ان کو پھر بھی بتا دیں۔ ان کو سمجھ آ جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ان کو ہسپتال میں جا کر بتایا گیا۔ یہ سن کر باوجود بیہوشی کی حالت کے انہوں نے مسکراہٹ دی۔

حضور انور کی بیٹی صاحبزادی مونی کی شادی محترم کریم اسد خان صاحب سے ہوئی جو محترم ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کے بیٹے ہیں۔ محترم ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب گومرسل میں رہتے تھے۔ جو بریڈفورڈ کے نواح میں واقع ہے اور بریڈفورڈ شہر کا ہی حصہ ہے۔ اس خوشی کے موقع پر خاکسار نے حضور انور سے مؤدبانہ درخواست کی کہ اگر حضور ہماری دعوت قبول فرمائیں تو ہم یارکشائر میں باربی کیو کا اہتمام کرنا چاہتے ہیں اور بعض غیر از جماعت دوستوں کو بھی مدعو کرنا چاہتے ہیں۔ حضور انور نے نہایت شفقت سے ہماری دعوت قبول فرمالی۔ جب ہم پروگرام ترتیب دے رہے تھے تو ایک بات یہ سوجھی کہ اس پروگرام کو تھوڑا سا مختلف بنایا جائے۔ چنانچہ ایک تجویز یہ ذہن میں آئی کہ یہاں بریڈفورڈ میں ایک شخص شریف سیالکوٹی صاحب نامی کشمیر کے صوفی شاعر حضرت میاں محمد صاحب کا مشہور منظوم کلام سیف الملوک اور بابا بلھے شاہ کا کلام اور بعض دوسرے صوفیاء کا عارفانہ کلام بڑے ترنم سے پڑھتے ہیں اور کئی انعام بھی لے چکے ہیں۔ ان کو دعوت دی جائے کہ وہ کچھ عارفانہ کلام ترنم سے پڑھ کر اس موقع پر سنائیں۔ ان سے بات کی گئی تو انہوں نے کہا کہ یہ تو میرے لئے فخر کی بات ہوگی۔ خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں یہ تجویز بھجوا دی۔ شام کو صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب کا فون آ گیا کہ حضور کو یہ تجویز پسند آئی ہے اور حضور نے اس کو ازراہ شفقت قبول فرمایا ہے۔ اب اس خصوصی تقریب کی تیاری زور شور سے شروع کر دی گئی۔ یارکشائر کے سر کردہ غیر از جماعت شرفاء کو بھی دعوتیں بھجوا دی گئیں۔ اس تقریب میں شمولیت کیلئے حضور انور خاص طور پر لندن سے یارکشائر تشریف لائے اور پہنچتے ہی پہلا سوال خاکسار سے یہ پوچھا کہ سیف الملوک والا پروگرام ہو رہا ہے؟ اس کے بعد شریف صاحب نے پیارے حضور انور اور تمام مہمانوں کی موجودگی میں ترنم سے مختلف عارفانہ کلام پڑھ کر سنائے اور حضور انور نہ صرف اس سے محظوظ ہوتے رہے بلکہ ان کا ترجمہ اور مطلب بھی بتاتے رہے۔ کافی دیر تک یہ پروگرام چلتا رہا اور غیر از جماعت دوست بھی حضور انور کی قربت سے مستفید ہوتے رہے۔ یہ ایک یادگار تقریب تھی۔ حضور انور بہت خوشگوار موڈ میں تھے اور ایم.ٹی.اے. نے یہ پروگرام ریکارڈ بھی کیا اور کئی بار دکھایا۔ بہت سے غیر از جماعت احباب نے بھی ایم.ٹی.اے. پر اس پروگرام کو دیکھا اور اس بات سے بہت متاثر ہوئے کہ احمدیوں کے مرزا صاحب بھی حضرت میاں محمد بخش صاحب کے کلام کو سمجھتے ہیں۔ پروگرام کے اختتام پر جب حضور انور لندن کیلئے روانہ ہونے لگے تو خاکسار کو بلایا اور فرمایا کہ شکریہ تو وصول کر لو۔

۱۹۹۲ء میں یارکشائر ڈیلز میں خدام الاحمدیہ یو.کے. کی میراتھن واک کے موقع پر خاکسار نے حضور انور کو گلاس میں پانی پیش کیا تو حضور نے گلاس واپس کر دیا اور فرمایا کہ گلاس بھر کر لاؤ۔ جب گلاس بھر کر پانی پیش کیا تو فرمایا جب بھی کوئی مشروب پیش کرو تو گلاس بھر کر پیش کرو۔

۱۹۹۱ء میں خاکسار کو یہ اعزاز ملا کہ امرتسر سے حضور انور کے ساتھ قادیان تک ریل گاڑی کے اس ڈبہ میں سفر کا موقع ملا جس میں حضور انور سفر فرما رہے تھے۔ یہ ایک تاریخی موقع تھا اور ایسا خوبصورت ماحول تھا جس کی خوبصورت یادیں ساری عمر زندہ رہیں گی۔ جب منارۃ المسیح نظر آیا تو گاڑی رک گئی۔ حضور انور کے ارشاد پر اس وقت خاکسار نے نعرے لگوائے تو حضور انور نے بھی بڑے جلال سے جواب دئے۔

۱۹۸۹ء میں صد سالہ جوبلی کا پہلا جلسہ ناصر باغ جرمنی میں ہوا۔ خاکسار بھی حضور کے قافلے کا ممبر تھا۔ جلسہ سے ایک روز پہلے محترم مبارک احمد صاحب ساقی، محترم مبشر باجوہ صاحب، چند اور دوستوں اور خاکسار نے یہ پروگرام بنایا کہ اس دفعہ باقاعدہ منظم طریق پر پرجوش نعرے لگوائے جائیں۔ محترم ساقی صاحب نے ذمہ داری لی کہ وہ حضور انور سے اس بات کی منظوری حاصل کر لیں گے۔ جلسہ کے پہلے دن خاکسار کی ڈیوٹی لگی کہ نعرے لگوائے۔ چنانچہ افتتاحی اجلاس میں خاکسار نے خوب زور سے پرجوش نعرے لگوائے اور جرمنی کے جیالے احمدیوں نے خوب جوش سے جواب دئے۔ پہلے افتتاحی اجلاس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ خاکسار بھی ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ حضور نے خاکسار کو بلایا، زور سے ہاتھ دبایا اور فرمایا آج تو ربوہ کی یاد تازہ ہوگئی۔

اسی سال لندن کے جلسہ پر بھی اسی طریق پر پرجوش نعرے لگوائے گئے۔ جلسہ کے آخری روز حضور انور جب اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے تو سب نے حضور کو مبارک باد پیش کی اور معانقہ کا شرف حاصل کیا۔ جب خاکسار کی باری آئی تو فرمایا ماشاء اللہ ابھی تک آواز ٹھیک ہے۔ نعروں سے گلا نہیں بیٹھا۔ پھر سلیم صاحب کو فرمایا باری کو گلے کیلئے یہ دوا دیدو۔ سلیم صاحب نے وہ دوا دی اور اس سے خدا کے فضل سے گلا بالکل ٹھیک رہا۔ الحمد للہ۔

۱۹۸۹ء میں صد سالہ جوبلی کے مبارک موقع پر بریڈفورڈ کے ایک چوٹی کے ہوٹل بینلفیلڈ ہوٹل میں ایک خصوصی تقریب کا اہتمام فرمایا گیا اور حضور انور کو دعوت دی گئی جو حضور انور نے ازراہ شفقت قبول فرما لی۔ اس تقریب میں یارکشائر کے تمام سرکردہ افراد، ممبران پارلیمنٹ، پروفیسر، پولیس افسران، کاؤنسلر، افسران، ڈاکٹر، وکلاء اور اہل علم افراد موجود تھے۔ حضور نے اس موقع پر مہمانوں کے سوالات کے جوابات انگریزی زبان میں دیئے۔ حضور کے شاندار جوابات اور وسیع علم سے ہر فرد متاثر تھا۔

دوسرے روز حضور انور احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشنے کیلئے بریڈفورڈ مسجد میں تشریف لائے تو اس موقع پر اخبار یارکشائر پوسٹ کے نمائندے نے حضور انور سے درخواست کی کہ حضور زمین پر تشریف فرما ہوں۔ حضور انور اس کی درخواست پر زمین پر تشریف فرما ہوئے اور حضور کے ارد گرد تمام بچے کھڑے ہو گئے۔ حضور انور نے گود میں ایک خوش قسمت بچے مصور احمد ملک کو اٹھا لیا اور اس طرح یہ خوبصورت یادگار تصویر کھینچی گئی۔

خاکسار کی حیثیت تو حضور انور کے قدموں کی خاک کے برابر بھی نہیں۔ لیکن اس ناچیز پر جتنی شفقت حضور نے فرمائی اور جتنے احسانات فرمائے وہ صرف اور صرف خدا کا خاص فضل اور اس کا رحم ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ حضور پر بیشمار فضل اور رحم فرمائے، حضور کے درجات بہت بلند فرمائے، حضور کو اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین یا رب العالمین۔ ☆☆

آپ کے خطوط آپ کی رائے

بفضلہٖ تعالیٰ میں ایک مخلص احمدی ہوں

اخبار بدر مجریہ ۲۸ جنوری ۲۰۰۳ میں ایک خط بعنوان ''بد معاشوں کی شرارت'' آپ کے خطوط آپ کی رائے کے کالم میں فہمیدہ نذیر بیلگام کرناٹک کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ بدر کے اس شائع شدہ خط میں میرے بارے میں یہ شکایت ہے کہ گویا میں نے کہا ہے کہ ایم ٹی اے کٹوا دو گویا بد معاشوں کی شرارت میں نہ صرف غیر احمدی لوگ جو ایم ٹی اے سے روک رہے تھے بلکہ میں بھی شامل ہو گیا۔ خدا کے فضل سے خاکسار اپنے تمام بچوں سمیت ایک پختہ اور سچا احمدی بنکر بڑے ہمت کے ساتھ بیلگام میں جو کہ تقریباً ٦ لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے صرف ہماری جماعت کا ایک گھر ہے ۱۵ سال سے مقیم ہے۔

(عبد اللطیف چکوڈی ریبلگام کرناٹک)

نوٹ:۔ یہ ایک انتظامی نوعیت کا خط تھا جو سہواً اخبار میں شائع ہو گیا ادارہ اس کیلئے معذرت خواہ ہے۔

قادیان اور یادگیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مایہ ناز تصنیف

Revelation Rationality Knowledge and Truth

پر شاندار سیمینار

قادیان : مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی جانب سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی مایہ ناز تصنیف پر مورخہ 29 مئی کو ایک شاندار سیمینار بعد نماز مغرب و عشاء جامعہ احمدیہ کے احاطہ میں منعقد کیا گیا۔ حضور کی کتاب کا سرورق بڑے پردے پر پینٹ کر کے سٹیج پر آویزاں کیا گیا تھا اس جلسہ کی صدارت محترم صاجزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے کی۔ موصوف کے ہمراہ محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، محترم شعیب احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت محترم محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد بھی اسٹیج پر تشریف فرما تھے۔

تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد خاکسار نے حضور کی کتاب کا تعارف کروایا نیز ارتقاء پر قرآن مجید کا نظریہ Organic evolution پر روشنی ڈالتے ہوئے کان، آنکھ کی بناوٹ کا بیان کیا کہ کس طرح یہ تمام اعضاء خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلالت کرتے ہیں۔ نیز کرہ ارض سے باہر زندگی کے امکانات کو از روئے قرآن مجید بیان کیا۔ اس تمام تقریر میں صرف اور صرف حضور انور کی کتاب سے ہی استفادہ کیا گیا تھا۔ خاکسار کی تقریر کے بعد محترم ڈاکٹر محمود احمد صاحب بٹ ایم ڈی قادیان نے ارتقاء زندگی کے موضوع پر نہایت ہی شاندار رنگ میں تقریر کی۔ اور انسان کی پیدائش کو قرآن مجید نے کس طرح درجہ بدرجہ بیان کیا ہے اس کی وضاحت کی اور بیان کیا کہ کس طرح آج قرآن مجید کی باتیں سچ ثابت ہو رہی ہیں۔ اور گیلی مٹی اور سوکھی مٹی سے انسانی پیدائش سے کیا مراد ہے؟ نیز قرآن مجید کس قسم کے ارتقاء کا قائل ہے۔ اور Spontaneous Generation کا قائل نہیں ہے اس کا ذکر کیا۔

بعد ازاں مکرم صمد احمد صاحب غوری نے اپنی تقریر میں Black hole کے متعلق قرآنی نظریہ قرآن کریم اور اجرام فلکی، ایٹمی تصادم وغیرہ عناوین پر حضور کی کتاب سے استفادہ کرتے ہوئے روشنی ڈالی۔

بعد ازاں مکرم شاہد احمد صاحب ندیم نے Wonders of creation کے عنوان سے تقریر کی۔ الحمد للہ یہ تقریب نہایت کامیاب رہی۔ اس تقریب میں اخباری نمائندوں کے علاوہ zeetv.Punjab today نے اس جلسہ کی کوریج کی۔ اگلے دن اخبارات نے اس جلسہ کی خبریں شائع کیں۔ احمدی احباب کے علاوہ غیر مسلم دوست بھی اس جلسہ میں شریک ہوئے اور بہت نیک تاثر لے کر واپس گئے۔ اس تقریب میں ایک نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں اس کتاب کے مختلف موضوعات پر چارٹس لگائے گئے تھے۔ احباب نے اس نمائش کو بھی بہت پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ (عطاء الٰہی احسن غوری مہتمم مقامی قادیان)

یادگیر : مورخہ ۱۵ جون کو مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کے زیر اہتمام حضور کی اسی تصنیف لطیف Revelation Rationality Knowledge & Truth پر سیمینار منعقد ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تیماپور۔ گلبرگہ۔ دیودرگ۔ شاہ پور بلاری کے خدام وانصار کے علاوہ صدران جماعت بھی تشریف لائے تھے مقامی طور پر کئی تعلیم یافتہ لوگ اس سیمینار میں شرکت کیلئے تشریف لائے۔

رات ٹھیک ۸ بجے محترم محمد سلیم صاحب سگری امیر جماعت احمدیہ یادگیر کی زیر صدارت سیمینار شروع ہوا مہمان خصوصی میں غیر مسلم دوست جناب جیاچاری صاحب سینئر ایڈوکیٹ شری سبدیا سوامی گرو صاحب غیر احمدی دوست ڈاکٹر عظیم الدین صدیقی صاحب کے علاوہ محترم اُسامہ احمدی صاحب ایڈوکیٹ زعیم انصار اللہ یادگیر۔ محترم سیٹھ عبد الصمد صاحب احمدی اور محترم محمد رفعت اللہ صاحب غوری اسٹیج پر رونق افروز ہوئے مکرم کلیم احمد عجب شیر کی تلاوت کے بعد نمائندہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت محترم مولوی عطاء الٰہی احسن غوری صاحب استاد جامعہ احمدیہ قادیان نے تقریر کی آپ نے اپنی تقریر میں مذکورہ کتاب کا مختصر طور پر تعارف پیش کیا اور قرآن اور سائنس کے ذریعہ ہستی باری تعالیٰ کے دلائل پیش کئے نیز کائنات کے بارے میں مختصر طور پر معلومات پیش کیں۔ اس کے بعد مہمان خصوصی جناب جیاچاری صاحب ایڈوکیٹ کی تقریر ہوئی آپ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ کتاب بہت اچھی ہے اور ہر طرح کی معلومات اس کے اندر موجود ہیں۔ اسی طرح جناب ڈاکٹر عظیم الدین صاحب صدیقی، مکرم اُسامہ احمدی صاحب ایڈووکیٹ اور محترم محمد رفعت اللہ صاحب غوری نے اس کتاب کے بارے میں مختصر طور پر اپنے تاثرات بیان کئے۔ صدارتی خطاب میں محترم امیر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے سوانح پر روشنی ڈالی اور تمام احباب سے دُعا کی درخواست کی۔

اس سیمینار میں 120 غیر احمدی اور غیر مسلم احباب نے شرکت کی اخبار کے ۴ نمائندے بھی تشریف لائے تھے اجتماعی دُعا کے بعد یہ سیمینار اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو کامیاب بنائے۔ (عبد المنان۔ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کرناٹک)

راجوری میں تربیتی جلسہ

راجوری جو ضلع کا صدر مقام ہے میں اللہ تعالیٰ کی خاص تائید ونصرت سے تین چار سال قبل ہی ایک فعال جماعت قائم ہوئی الحمد للہ۔

مورخہ ۷ مئی ۲۰۰۳ کو مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد صدر انجمن احمدیہ قادیان جماعت ہائے احمدیہ راجوری و پونچھ کے دورہ پر تشریف لائے۔ اسی دن بعد نماز مغرب و عشاء تربیتی جلسہ ہوا۔ تلاوت عزیزم مصور احمد صاحب نے اور نظم عزیزم دانیال احمد نے پڑھی۔ بعدہ مکرمی ماسٹر منور احمد صاحب تنویر ناظم علاقائی مجلس انصار اللہ پونچھ و راجوری نے سپاسنامہ پڑھ کر سنایا۔ جسمیں محترمی ناظر صاحب کو خوش آمدید کہا اور جماعت احمدیہ راجوری کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی ناظر صاحب نے فرمایا آج کا دن راجوری جماعت کیلئے نہایت خوشی اور مسرت کا دن ہے 1974 میں اس مقام پر احباب جماعت نے ایک جلسہ رکھا تھا جو کہ ایک غیر مسلم کی جگہ پر تھا جب ہمارا جلسہ شروع ہوا تو مخالفین نے ہم پر حملہ کر دیا آپ نے بتایا کہ اس جلسہ میں میں خود موجود تھا اور اس شہر میں کوئی بھی احمدی گھر نہ تھا ایک ہندو ڈاکٹر کی مدد سے ہم محفوظ مقام تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے۔

مگر آج محض اللہ کے فضل سے راجوری کی تاریخ بدل گئی ہے۔ آج اس مقام پر نماز و اجتماع کے مواقع پر جگہ کی کمی محسوس ہو رہی ہے۔ بعد دعا یہ جلسہ قریباً رات ۱۰ بجے اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ جلسہ کے بہتر نتائج پیدا کرے۔ (فاروق احمد نیز مبلغ سلسلہ احمدیہ راجوری و سرکل انچارج)

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش

یکم فروری ۲۰۰۳ کو عزت مآب سشیل کمار شندے جی (وزیر اعلیٰ) مہاراشٹر شولاپور تشریف لائے وقت مقررہ پر ایئر پورٹ پہنچ کر جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں شری سی ایم صاحب سے ملاقات کرتے ہوئے ان کی خدمت میں گلدستہ پیش کر کے جماعت احمدیہ کی طرف سے انہیں مبارک باد پیش کی۔ اس کے بعد سرکٹ ہاؤس (ڈاک بنگلہ) میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے دوبارہ تبلیغی ملاقات کی اور اُن کی خدمت میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر پیش کیا اس کے علاوہ شام کو اندرا گاندھی اسٹیڈیم (پارک میدان) میں شریمتی نلنی چندیلے جی مہاپور میئر کی طرف سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کے استقبالیہ پروگرام میں مدعو کرنے پر خاکسار اور مکرم مولوی شمشاد احمد ظفر صاحب مبلغ انچارج صوبہ مہاراشٹر نے اس پروگرام میں شرکت کی اور متعدد افسران کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا۔ (نفیس احمد مبارک ۔ سرکل انچارج شولاپور)

شکریہ احباب اور درخواست دُعا

خاکسار کی شریک حیات مرحومہ کی وفات پر بزرگان، احباب اور عزیز و اقرباء کی طرف سے اجتماعی اور انفرادی طور پر بذریعہ خطوط اور بالخصوص غریب خانہ پر آکر جس ہمدردی خلوص اور دُعاؤں کے ساتھ تعزیت کا اظہار ہوا۔ اُس کے لئے خاکسار بصدقِ دل احسانمند اور شکر گذار ہے۔ ہر ایک کرم فرما کا انفرادی طور پر شکریہ ادا کرنا میرے لئے ممکن نہیں اس لئے بذریعہ اعلان ہذا سب کا شکریہ ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مرحومہ کی مغفرت و بلندی درجات فرمائے خاکسار کو بھی اپنی نیک دُعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔ (عبد الحمید ٹاک یاری پورہ۔ کشمیر)

اعلان دعا

مکرم شیخ طارق جاوید صاحب آف بالینڈ کا خطرناک ایکسیڈنٹ ہوا ہے خدا کے فضل سے جانی نقصان نہیں ہوا چوٹیں آئی ہیں احباب کرام سے موصوف کی صحت و سلامتی و کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ مولیٰ کریم ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے آمین۔ (نگران دعوت الی اللہ راجستھان)

وصایا: منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع کرے۔...........(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر 15229: میں بی بی احمد کبیر ولد بی ایچ عبدالقادر قوم احمدی مسلم پیشہ تجارت عمر 36 سال تاریخ بیعت مئی 1986 ساکن ارناکولم ڈاکخانہ ارناکولم نور تھر ضلع ارناکولم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1.11.02 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی میری اس وقت درج ذیل جائیداد ہے۔(۱) اسوقت میری کوئی منقولہ جائیداد نہیں (۲) ایک فلیٹ جسکی موجودہ قیمت آٹھ لاکھ روپے ہے۔ میری اس وقت ماہوار آمد دس ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ میں آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا۔ اسپر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت 1.11.02 سے نافذ کی جائے۔ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ٹی کے محمود	بی بی احمد کبیر	شمس الدین ولد محمد کویا
معلم وقف جدید	ولد بی ایچ عبدالکبیر	جماعت احمدیہ ارناکولم

وصیت نمبر 15230: میں منیرہ بیگم ولد مولوی نصیر احمد بھٹی قوم بھٹی پیشہ خانہ داری عمر 36 سال تاریخ پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1.8.02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد اس طرح سے ہے۔

ا۔ دو انگوٹھی طلائی-/3600 (۲) ایک ہار طلائی آدھا تولہ-/2500 حق مہر بذمہ خاوند-/3600 کل میزان-/9700۔ اگر آئندہ کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں اپنے خور و نوش مبلغ-/360 روپے۔ بجٹ پر چندہ ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت 1.8.02 سے نافذ العمل کی جائے۔ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
نصیر احمد بھٹی	منیرہ بیگم	نعیم احمد ڈار

وصیت نمبر 15231: میں منیر الحق بنگالی ولد مکرم جہاں عالم مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ عمر 38 سال تاریخ بیعت 1976 ساکن ڈائمنڈ ہاربر ڈاکخانہ ڈائمنڈ ہاربر ضلع 24 پرگنہ ساؤتھ صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12.3.02 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد متروکہ منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میں اس وقت بطور مبلغ سلسلہ خدمت کر رہا ہوں جہاں سے مجھے -/3381 روپے تنخواہ ملتی ہے۔ میں اس آمد کا 1/10 حصہ تازندگی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ میرے والدین کیرہ جماعت بنگال میں رہتے ہیں۔ جہاں میرے والدین کا ایک مکان، دو تالاب اور اندازاً ایک بیگھہ زمین ہے۔ اس میں میرے والدین پانچ بھائی اور ایک بہن کا حصہ ہے خاکسار کو اس میں سے جو حصہ ملے گا خاکسار اُسکی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دے گا۔ اور اُس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

اس کے بعد بھی اگر کوئی جائیداد اور آمد پیدا کروں گا تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتا ہوں گا۔ میری وصیت 1.4.02 سے نافذ کی جائے۔ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ	العبد	گواہ
جاوید اقبال چیمہ	منیر الحق	تشکیل احمد کریم

وصیت نمبر 15232: میں سلیم احمد ولد نوخان صاحب قوم راجپوت عمر 50 سال تاریخ بیعت 1975 ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1.2.03 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرا اس وقت ایک ذاتی مکان فیروز آباد محلہ حبیب گنج نئی آبادی میں ہے جس کی قیمت اندازاً-/210000 روپے ہوگی والد صاحب بحیات ہیں۔ آبائی جائیداد بھی تقسیم نہیں ہوئی۔ فیروز آباد میں میری دکان تھی مخالفت کی وجہ سے سب کچھ چھوڑ کر قادیان آنا پڑا۔ اسلئے اس وقت میرا گزارہ بچوں کی طرف سے دیئے جانے والے خورد و نوش پر ہے جو کہ مبلغ-/1500 روپے ماہوار ہے۔ اگر آئندہ کبھی کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع دفتر مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا انشاء اللہ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت 1.2.03 سے نافذ العمل کی جائے۔ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
شریف احمد	سلیم احمد	نعیم احمد ڈار

وصیت نمبر 15233: میں بلقیس بیگم زوجہ مکرم سلیم احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1.2.03 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری وفات پر میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد اس طرح سے ہے۔

حق مہر مبلغ-/3000 روپے وصول شدہ زیور طلائی کان کے کانٹے چار گرام-/1800 کو کا ایک گرام-/400 زیور نقرئی پازیب چار تولہ چاندی-/320 میزان کل-/3520 اس کے علاوہ خاکسار ماہوار خور و نوش پر مبلغ-/300 روپے ماہوار پر چندہ حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔ اگر آئندہ کبھی کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت مورخہ 1.2.03 سے نافذ العمل کی جائے۔ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سلیم احمد ابن نوخان	بلقیس بیگم	نعیم احمد ڈار

وصیت نمبر 15234: میں میر عبدالحمید ولد مکرم میر عبدالحی صاحب قوم میر پیشہ طالب علم جامعہ احمدیہ عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1.2.03 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت کسی قسم کی کوئی ذاتی جائیداد نہیں ہے میرے والدین بقید حیات ہیں ان کی کچھ جائیداد ہے جو ابھی تقسیم نہیں ہوئی۔ جسکی تفصیل اس طرح ہے۔ ایک مکان معہ صحن دو کو نٹھ بمقام محی الدین پور سوگزہ ہے اس کی تقسیم ہونے پر اسمیں سے جو حصہ ملے گا اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دے دوں گا اُس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں اس وقت جامعہ احمدیہ کا طالب علم ہوں ماہوار-/300 روپے جیب خرچ پر حصہ آمد ادا کرتا ہوں گا۔

نیز آئندہ اگر کوئی مزید جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا۔ اُس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت یکم فروری 2003 سے نافذ العمل ہوگی۔ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد انور احمد ولد محمد منصور احمد صاحب	میر عبدالحمید	عطاء المجیب

وصیت نمبر 15235: میں پی وی شمس الدین ولد مکرم کے وی محمد کویا صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت 31.12.88 ساکن ارناکلم ڈاکخانہ ارناکلم ضلع ارناکلم۔ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20.3.03 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ آئندہ اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت ماہانہ آمد مبلغ -/5000 روپے ہے اور سالانہ-/60000 روپے ہے میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت 1.4.03 سے نافذ کی جائے۔ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
کے پی محمد اشرف	پی وی شمس الدین	بی بی احمد کبیر

درخواست دعا

مکرم منگلا خان صاحب صدر جماعت اجمیر راجستھان اپنی اور اہلیہ کی صحت و تندرستی پریشانی و مشکلات کے ازالہ کے لئے کاروبار میں خیر و برکت ترقی اور دونوں بیٹوں کے امتحانات میں اعلیٰ کامیابی روشن مستقبل خادم دین بننے کیلئے نیز اجمیر جماعت کی ترقی تبلیغ میں کامیابی نومبایعین کی استقامت مخالفین کے ہر شر سے محفوظ رہنے کیلئے درخواست دعا ہے۔ اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔

(ایم مختار احمد تشکیل بھٹی خادم سلسلہ اجمیر شہر)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO-RN61/57

Editor:
Muneer Ahmad Khadim
Tel Fax (0091) 01872-220757
Tel Fax (0091) 01872-221702
Tel (0091) 01872-220814

The Weekly **BADR** Qadian
Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol :52 Tuesday 22 July 2003 Issue No. 29

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 £ or 40 U.S $:40 euro
By Sea : 10 £ 0r 20 U.S $

پاکستانی اسلام ہماری قومی یکجہتی اور اتحاد کا باعث نہیں بن سکا ہم "ملّتِ مسلمین" کہلانے کے مستحق نہیں

ہم تو محض فرقوں، قومیتوں اور قبیلوں پر مشتمل "ہجومِ مسلمین" ہیں

......ریٹائرڈ جسٹس جاوید اقبال کی حقیقت افروز تحریر کتاب "اپنا گریباں چاک" سے......

قائد اعظم کے نزدیک پارلیمانی جمہوری طرز حکومت کا قیام، بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ، شہریوں میں عدم امتیاز کی بنیاد پر مساوات، معاشی انصاف کی فراہمی اور قانون کی حاکمیت اسلام ہی کے اصول تھے۔ مگر ان کی آنکھیں بند ہونے کے ساتھ ان نظریات سے انحراف کا عمل شروع ہو گیا تھا۔ ۱۹۴۹ء میں "قرارداد مقاصد" کے ذریعے ان اصولوں کی وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی لیکن پاکستان کا دستور بنانے میں کئی برس لگ گئے۔ خدا خدا کر کے جب دستور بنا بھی تو تھوڑے عرصہ بعد کالعدم قرار دے دیا گیا۔ سیاستدانوں پر بیوروکریسی غالب آئی اور بیوروکریسی پر فوج، ملک میں مارشل لا لگا دیا گیا پھر مارشل لاؤں کے دور شروع ہوئے جن کا تسلسل بھٹو کی جمہوری حکومت سے ٹوٹا، لیکن اس کے ساتھ ہی پاکستان دولخت ہو گیا۔ اس کا ذمہ دار کون تھا؟ بھٹو یا مجیب الرحمٰن یا جنرل یحییٰ خان یا اندرا گاندھی؟ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ اس سانحہ کی ذمہ دار دراصل ہم میں رواداری کی عدم موجودگی تھی۔ ہم "جمہوریت جمہوریت" کے نعرے تو بلند کرتے رہے لیکن جمہوری کلچر پیدا نہ کر سکے۔ نتیجہ یہ کہ جس جمہوریت کی بنیاد پر پاکستان وجود میں آیا تھا، اسی جمہوریت نے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ مگر بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ بھٹو جاتے جاتے ہمیں اسلام کے نام پر چند مزید ایسے تحفے "عطا" کر گئے جن سے قائد اعظم کی "جدید لبرل اسلامی فلاحی جمہوریت" کے تصور کو نقصان پہنچا۔ رجعت پسند مذہبی عناصر جن کے "جن" کو قائد اعظم کی بلند قامت شخصیت نے بوتل میں بند کر رکھا تھا، رہائی اور زبان مل گئی اور بچے کھچے پاکستان میں علاقہ پرستی مذہبی منافرت اور فرقہ وارانہ تعصبات نے فروغ پانا شروع کر دیا۔ بات یہ بھی ہے کہ ہم بحیثیت مجموعی اپنی نام نہاد نظریاتی اساس کی اصطلاحیں مثلاً "جدید" "لبرل" "اسلامی" "فلاحی" "جمہوریت" کی صحیح طور پر تشریح نہیں کر پائے۔ ہم کہہ تو دیتے ہیں کہ ہم "جدید" ہیں مگر در حقیقت ہم عاشق "قدیم" ہی کے ہیں۔ اس طرح بظاہر ہم "لبرل" بھی نہیں بنتے ہیں لیکن اندر سے ہمارے دل قدامت پسندی، تقلید اور فرقہ وارانہ تعصب کی دلدل میں ایسے پھنسے ہوئے ہیں کہ ان سے نکلنا محال ہے۔ دراصل ہم نہ تو جدید ہیں۔ نہ لبرل نہ جمہوریت نواز نہ فلاح پسند بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ہم صحیح معنوں میں اسلام کے پیروکار بھی نہیں۔ شاید اسی سبب پاکستانی اسلام ہماری قومی یکجہتی اور اتحاد کا باعث نہیں بن سکا۔ ہم "ملت مسلمین" کہلانے کے مستحق نہیں۔ ہم تو محض فرقوں قومیتوں اور قبیلوں پر مشتمل ہجوم مسلمین ہیں۔

اسی پس منظر میں جنرل ضیاء الحق نے اقتدار غصب کرتے ہی ایک نئے تجربے کی ابتداء کی۔ انہوں نے پاکستانیوں کو اچھے مسلمان بنانے کی خاطر بھٹو کی عطا کردہ اصلاحات (قادیانیوں کو اقلیت قرار دو۔ جمعے کی چھٹی کرو۔ گھڑ دوڑ بند کرو۔ شراب بند کرو) کی سمت میں مزید آگے قدم بڑھانے کی ٹھانی۔ اس کے نتیجے میں قادیانیوں پر اسلامی شعائر استعمال کرنے کی پابندی لگا دی گئی۔ مسلمانوں اور غیر مسلموں میں تمیز کرنے کی خاطر ہر قسم کے فارموں میں مذہب کا اندراج کرنا ضروری قرار پایا۔ کئی منصب کا حلف لیتے وقت بھی یہ حلفی بیان دینا اہم تھا۔ کہ محلف قادیانی نہیں ہے وغیرہ علاوہ ان کے قرونِ وسطیٰ کے عہد کے فقہی اسلام کی کڑوی دوا کی چند خوراکیں پاکستانیوں کو پلوانے کا اہتمام بھی کیا گیا۔ "توہین رسالت" کا قانون بنا جس کے سبب غیر مسلم اقلیتوں میں خوف و ہراس پھیلا شریعت کورٹ قائم ہوا جہاں خصوصاً سرقہ، حرابہ، زنا وغیرہ کے کیس سنے جاتے تھے اور مجرموں کو اسلامی سزائیں دی جانی مقصود تھیں (جو ثبوت کا معیار بہت مشکل ہونے کے سبب آج تک نہیں دی گئیں) اس عدالت کے جج صرف مسلمان ہو سکتے تھے اور صدر جنرل ضیاء الحق کے رحم و کرم پر تھے چونکہ وہی ان کو مقرر کرنے اور ہٹانے کا اختیار رکھتے تھے۔ گویا ان اسلامی ججوں کو وہ آزادی ضمیر بھی حاصل نہ تھی جو سیکولر عدالتوں کے ججوں کو "معلق" دستور کے تحت حاصل تھی علاوہ اس کے اس عدالت کو اسلامی عائلی قوانین اور مالی معاملات سے متعلق کیس سننے کا اختیار بھی نہ تھا۔ پہلے یہ تجربہ کیا گیا کہ ہائی کورٹوں ہی میں شریعت بینچ بنا دی جائے اور ابتدائی دور میں ہائی کورٹ لاہور کے دو جج پر مشتمل شریعت بینچ میں میں سینئر جج کے طور پر بیٹھا تھا لیکن بعد ازاں بعض علماء کے مشورے پر اس عدالت کو علیحدہ فیڈرل نوعیت کا بنا دیا گیا۔

جہاں تک اسلامی قانون سازی کا تعلق ہے اس ضمن میں حدود آرڈیننس نافذ کیا گیا۔ نیز ضابطہ قانون شہادت میں عورت کی گواہی نصف کر دی گئی اور چند مزید ایسی تبدیلیاں لائی گئیں جو آج کے زمانے کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتیں۔ ضرب خفیف اور ضرب شدید کے قانون میں بھی آنکھ کے بدلے آنکھ کے اصول پر تبدیلیاں ہوئیں جن کے تحت سزا دیتے وقت ججوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

خیر یہ تو مختصر سا خاکہ اس "اسلامائزیشن" کا ہے جو جنرل ضیاء الحق نے ملک میں نافذ کی۔ مگر ہم پر ان اصلاحات کا نہ تو کوئی روحانی اثر ہوا اور نہ اخلاقی بلکہ سنگین جرائم میں کمی کی بجائے۔ روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ پاکستان میں خصوصی طور پر عورتوں سے متعلق کئی نئے قسم کے جرائم مشاہدے میں آئے جن کی پہلے کوئی مثال موجود نہ تھی۔ ☆☆☆

ڈاکٹروں کی ضرورت ہے

مکرم سیکرٹری صاحب مجلس نصرت جہاں نے اطلاع دی ہے کہ افریقہ میں خدمات بجالانے کیلئے مخلص M.B.B.S اور B.D.S ڈاکٹر صاحبان کی ضرورت ہے۔ بھارت کے جو احمدی ڈاکٹر صاحبان رلیڈی ڈاکٹر اس سلسلہ میں خواہشمند ہوں وہ دفتر نظارت علیا سے وقف کے کاغذات حاصل کر کے پُر کر کے بھجوا دیں تا کہ اگلی کارروائی کی جا سکے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

ضروری اعلان

سدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی" کا قیام فرمایا ہے۔ اس نظارت کا مقصد افراد جماعت کو ناظرہ قرآن مجید و ترجمہ قرآن مجید پڑھانے کا انتظام کرنا ہے۔ نیز افراد جماعت کو دو ہفتے سے لیکر چھ ہفتے تک وقف عارضی کی تحریک کرنا ہے ایسے واقفین عارضی احباب کو اخراجات سفر و خورد و نوش خود برداشت کرنے ہوں گے۔ اور انہیں نو مبائعین احباب میں جا کر قرآن مجید پڑھانے اور وقف عارضی پروگرام کے تحت خدمت بجا لانی ہو گی۔ یہ بہت بابرکت تحریک ہے۔ پرانے افراد جماعت کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس تحریک میں حصہ لینا چاہئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محمد حمید کوثر صاحب کو "ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی" مقرر فرمایا ہے۔ احباب جماعت ان سے ہر طرح تعاون فرمائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

بے کاری حقیقتاً خودکشی ہے

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ بیکار نوجوان کام کریں۔ اگر روزانہ دو چار آنہ بھی وہ کما سکیں تو ان کے مال کی زیادتی اخلاق کی درستی اور ان کے والدین کے بوجھ کی کمی کا موجب ہو گا۔ کاش میری اسی نصیحت کی قیمت ہماری جماعت کے ذہنوں میں آجائے اور ہزاروں نوجوان جو گھروں میں بیٹھے آئندہ کی خوابیں دیکھ رہے ہیں اور حقیقتاً خودکشی کر رہے ہیں اپنی بیوقوفیوں سے باخبر ہو کر اپنے پر اور اپنی جماعت پر بھی رحم کریں اللھم آمین۔